رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل

خطبہ نمبر

روزنامہ

ایڈیٹر ۔ غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸

قیمت ششماہی بیرون ہند ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳	مورخہ ۲ رمضان ۱۳۵۴ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۲۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ نومبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔

خان میاں عبد اللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کا چھوٹا صاحبزادہ شاہد احمد بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

آج (۲۷ نومبر) رمضان المبارک کا چاند ہوا۔ اور ۲۸ نومبر سے پہلا روزہ شروع ہوا۔

خالہ صاحبہ ڈاکٹر نور احمد صاحب ۲۳ نومبر بمقام کھیوہ چک ۱۴۲ بعمر ۵۰ برس وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲۵ نومبر نعش بذریعہ لاری قادیان لائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا عظیم الشان وعدہ

"اے تمام لوگو سن رکھو۔ کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے۔ نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(الحکم ۱۷ و ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۳ء)

اظہارِ حقیقت

از ثناء احمدی سیالکوٹی

انکشافِ از نہاں ناگہاں ہونے لگا
حائلِ نظرِ تمق تھا تعصب کا غبار
دشمنِ دیں جسکو کہتے تھے مرے احباب سب
امتیازِ نیک و بد ہونے لگا اک آن میں
سلب ہو کر رہ گئیں مسلم کی جب خوبیاں
کھل گئی چشمِ بصیرت احمدی بن کر ثناء

مدتوں کا شوق سر بستہ عیاں ہونے لگا
ہو گیا زائل جبھی ظاہر نشاں ہونے لگا
باعثِ ایماں وہی اب بیگماں ہونے لگا
کہتے تھے جسکو عدو وہ پاسباں ہونے لگا
مظہرِ نورِ ہدیٰ تب قادیاں ہونے لگا
ذکرِ حق سے اس لیئے رطب اللساں ہونے لگا

کراچی میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

کراچی ۲۶ نومبر - حاجی عبدالکریم صاحب آئی - ایم - ایس پریذیڈنٹ احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:-

۲۴ نومبر رات کو سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ نہایت شاندار طور پر منعقد کیا گیا - ہال خوبصورت جھنڈیوں اور قطعات سے آراستہ کیا گیا - لوگ مقررہ وقت سے پیشتر ہی آنے شروع ہو گئے - ابھی جلسہ کی کارروائی شروع نہیں ہوئی تھی - کہ ہال سامعین سے بھر گیا - حاضرین میں عیسائی سکھ - ہندو - آریہ غرضکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ موجود تھے - جلسہ کے صدر جناب محمد سعید صاحب یوسف صدر پراونشل لیگ مقرر ہوئے جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی - ایک سات سال احمدی بچے نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی - سید افتخار حسین صاحب بی - اے اور امین الدین صاحب عباسی نے موقعہ کے موافق اردو اور فارسی نظمیں پڑھیں -

اس کے بعد جناب پروفیسر حکم چند صاحب کمار تھیوسافسٹ لیڈر نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرۃ پر تقریر کی - پھر پرنسپل رام سہائے صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج - مسٹر جیٹھامل پرسرام کانگرسی لیڈر مولوی عبدالقادر صاحب اور خاکسار نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں -

افسوس کہ احرار اس موقعہ پر بھی شرارت سے باز نہ رہ سکے - انہوں نے جلسہ کو خراب کرنے کی انتہائی کوشش کی نعرے لگائے شور مچایا اور ہال کے دروازہ پر جمع ہو کر سامعین کو ہال سے چلے جانے کو کہا لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے - اور انسپکٹر صاحب پولیس اور چند پولیس کانسٹیبلوں کے آنے پر فرار ہو گئے - پرنسپل رام سہائے صاحب اور دوسرے معزز حاضرین احرار کی شرارت کے مقابلہ میں ہمارے تحمل - استقلال اور آئینی روش کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور سب نے احمدیہ ایسوسی ایشن کا یہ کہتے ہوئے کہ اس کی بدولت انہیں رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سیرت اور آپ کی تعلیم سے روشناس ہونے کا موقعہ ملا - شکریہ ادا کیا -

صاحب صدر کی اختتامی تقریر کے بعد خاکسار نے مقررین اور سامعین کا نیز پولیس افسروں کا جنہوں نے امن و سکون قائم رکھا شکریہ ادا کیا -

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۶ - ۲۷ نومبر ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے احباب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے ہیں

نمبر	نام	ضلع	نمبر	نام	ضلع
۱	منظور احمد صاحب	ضلع گجرات	۶	بشیر احمد صاحب	ضلع گجرات
۲	اہلیہ اللہ دتا صاحب	ضلع منٹگمری	۷	علی خان صاحب	ضلع منٹگمری
۳	حسین بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ	۸	حسین بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۴	رسول بی بی صاحبہ	"	۹	مستری بہادر علی صاحب	ضلع منٹگمری
۵	سردار خان صاحب	"	۱۰	اہلیہ مرزا حسین بیگ صاحب	ریاست جیند

لجنہ اماء اللہ قادیان کا شاندار جلسہ سیرۃ النبی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کے وسیع مکان دارالبرکات میں زیر صدارت سیدہ حضرت ام طاہر احمد جلسہ منعقد ہوا - ایک چھوٹے بچہ عبدالکریم ابن غلام رسول صاحب افغان مہاجر نے تلاوت کی تلفظ خوب تھا - نظم کے بعد مبارکہ بیگم استانی امۃ بیگم - صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید بیگم سرداربیگم طاہرہ بیگم اور حبیب بیگم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر دشمنوں کی اذیتوں کے مقابلہ میں پر مضامین سنائے پھر کچھ لڑکیوں نے نظمیں پڑھیں - جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں تھیں - آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے تقریر فرمائی جس میں خواتین کو دین کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کی تلقین فرمائی - اور جلسہ دعا پر ختم ہوا - شریک جلسہ خواتین کی تعداد ۹ سو کے قریب تھی - خاکسار - حیات بیگم منتظم جلسہ

جے وی مدرس کی ضرورت

نظارت تعلیم و تربیت کو ایک جے وی مدرس کی فوری ضرورت ہے - ملازمت کی خواہش رکھنے والے احباب جلد درخواستیں ارسال فرمائیں - درخواست میں اپنے تجربہ اور کم سے کم تنخواہ جو وہ لے سکتے ہوں کا ذکر ضرور کریں - اور مقامی امیر جماعت یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ درخواست بھجوائیں: ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ایک گریجوایٹ کی ضرورت

ایک ایسے گریجوایٹ ٹیوٹر کی ضرورت ہے - جو فارسی اور اکونامکس اچھی طرح پڑھا سکیں - خواہشمند احباب فوراً نظارت امور عامہ سے خط و کتابت کریں - اور اپنی درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹس و تصدیق عہدہ داران مقامی بھجوادیں: ناظر امور عامہ قادیان

انجمن ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کو اطلاع

مندرجہ ذیل انجمنوں کے لئے مرزا مبارک بیگ صاحب کو ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء تک کے لئے آنریری انسپکٹر مقرر کیا جاتا ہے عہدہ داران سے درخواست ہے کہ وہ ان کے ساتھ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - کلانور - اٹھوال - شاہ پور - ارگن - وڈالہ بانگر - سارچور - بارہ وال - لنگر وال - کھوکھر - لودی ننگل - تیجہ کلاں - شکار - دھیر - بہلولپور - ڈیرہ بابا نانک - دھرم کوٹ - رندھاوا - سیادی - شیرا - کیواں - ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ رمضان ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

احرار کا مباہلہ سے فرار

اپنے مقدس مرکزی مقام قادیان میں ہم کوئی ایسا فعل برداشت نہیں کر سکتے جس سے احمدیت کی اور بانی سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہو

ہماری ذمہ داریاں اور ہمارا بہت بڑا کام

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء

تشہد وتعوذ اور سورہ توبہ کے چھٹے رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم ہمارے لئے ہر بات میں

ہدایت اور راہنمائی

ہے۔ اور کوئی کامیابی اور ترقی کا گُر ایسا نہیں۔ جو اس میں مذکور نہ ہو۔ اور کوئی ہلاکت اور تباہی کی بات نہیں۔ جس سے اس میں ڈرایا نہ گیا ہو۔ مگر بہت لوگ ہیں۔ جو اس الہٰی کلام کو اپنے لئے روشنی اور نور نہیں بناتے۔ اور اس وجہ سے وہ ہلاکت کے گڑھوں میں گر جاتے ہیں۔ جھوٹ۔ دھوکا اور فریب یہ لوگوں کے اس وقت لباس بن گئے ہیں۔ اور

اللہ تعالےٰ کی خشیت

دُنیا سے مٹ گئی ہے۔ ہر شخص اپنے دائیں اور بائیں۔ اور آگے اور پیچھے یہ دیکھتا ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ اس کا اردگرد کے لوگوں پر کیا اثر پڑتا۔ اور وہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ مگر کوئی آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ نہیں دیکھتا۔ کہ ایک قادر اور قیوم خدا۔ جو اس کی ہر حرکت سے آگاہ۔ اور اس کے ہر فعل سے باخبر ہے۔ اس کی نگاہ میں اس شخص کے

افعال و اقوال

کیسے ہیں۔ کہنے کو آج کل ہر شخص اپنے آپ کو خاکسار اور ذلیل اور عاجز اور نہ معلوم کیا کچھ کہتا ہے۔ بلکہ آج کل یہ طریق کتابت ہی ہو گیا ہے۔ کہ لکھنے والا اپنے آپ کو خادم غلام اور بندہ قرار دیتا ہے۔ لیکن دراصل ہر شخص کے دل کو کھول کر جب دیکھا جائے۔ اُس کے حالات کا جائزہ لیا جائے۔ اور اس کے

جذبات کا مطالعہ

کیا جائے۔ تو یہی نظر آتا ہے۔ کہ انسان اپنے سے زیادہ کسی اور کی قیمت سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا تعالےٰ کا اگر ذکر ہو۔ تو وہ تمسخر کرتا ہے رسولوں کا اگر ذکر ہو۔ تو وہ تمسخر کرتا ہے۔ الہامی کتابوں کا اگر ذکر ہو۔ تو وہ تمسخر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ مخلوق کا اگر ذکر ہو۔ تو وہ تمسخر کرتا ہے۔ اور نیک سے نیک۔ اور پاک سے پاک بات کے ذکر میں بھی اس کا تمسخر بند نہیں ہوتا۔ غرض ہنسی۔ ٹھٹھا۔ مخول۔ منافقت۔ فریب۔ دھوکا اور دغا بازی اس وقت

دُنیا کا شعار

ہو رہا ہے۔ اور انسان ایسے گندے کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ جس میں شائد ایک ستھرا جانور بھی قدم رکھنے کے لئے تیار نہ ہو۔

میں نے اسی مسجد میں۔ اسی مقام پر کھڑے ہو کر

احرار کو مباہلہ کا چیلنج

دیا تھا۔ کہ اگر ان کا یہ دعوےٰ صحیح ہے۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہتک کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک بانی سلسلہ احمدیہ کا درجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑا تھا۔ اور وہ اپنے اس یقین پر سچے دل سے قائم ہیں تو ہمارے ساتھ اس امر پر مباہلہ کر لیں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ اگر وہ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں۔ اور دھوکا۔ اور فریب سے کام نہیں لے رہے۔ تو خدا تعالےٰ ان کی مدد کرے۔ اور اگر وہ جان بوجھ کر

ایک غلط بات

جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر رہے۔ اور لوگوں کو مغالطہ میں رکھ رہے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ ان پر اپنا عذاب نازل کرے۔

مباہلہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس پر تمسخر اڑایا جا سکے۔ بلکہ

مباہلہ ایک لعنت ہے

جو ہمیشہ کے لئے انسان اپنے سر لیتا ہے۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی۔ اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف ایک منٹ۔ اور ایک دن۔ اور ایک سال کے لئے۔ بلکہ آنے والے دنوں اور آنے والے سالوں کے لئے بھی۔ اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف اس زندگی کے لئے۔ بلکہ قبر کی زندگی کے لئے بھی۔ اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف اس زندگی اور قبر کی زندگی کے لئے۔ بلکہ یوم حشر اور قیامت کے دن کے لئے بھی۔ کتنی

دل کو ہلا دینے والی چیز

ہے۔ جو ان کے سامنے پیش کی گئی۔ میں نے غیر مذاہب کے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ بھی قسم کے نام پر کانپ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں شملہ گیا۔ وہاں کی آریہ سماج کے اس وقت کے سکرٹری جو گریجوایٹ تھے۔ مجھ سے ملنے آئے۔ باتوں ہی باتوں میں انہوں نے پوچھا احمدیت کونسی ایسی نئی چیز پیش کرتی ہے۔ جو ہمارے مذہب میں نہیں۔ میں نے کہا احمدیت نے مجھے

یقین کا مرتبہ

دیا ہے۔ جو کسی اور مذہب والے کو نصیب نہیں۔ کہنے لگے کس طرح۔ میں نے کہا مجھے اس بات پر یقین ہے۔ کہ قرآن مجید ایک زندہ خدا کی کتاب ہے۔ اور اس کی پیروی سے انسان کا خدا تعالےٰ سے کامل تعلق ہو جاتا ہے۔ اس بات پر مجھے ایسا یقین ہے کہ جس کے بعد میرے لئے کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور میں اس سچائی کے لئے ہر

بڑی سے بڑی قربانی

کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کی سچائی پر یقین ہوتا ہے۔ مجھے ویدوں کی سچائی پر یقین ہے۔ عیسائیوں کو انجیل کی سچائی پر یقین ہے۔ اور یہودیوں کو تورات کی سچائی پر یقین ہے۔ میں نے کہا جس چیز کو آپ یقین سمجھتے ہیں۔ میں اسے یقین نہیں سمجھتا۔ بلکہ نفس کا دھوکہ سمجھتا ہوں یقین وہی ہے۔ جو مجھے اسلام کی صداقت کے متعلق حاصل ہے کہنے لگے کس طرح۔ میں نے کہا میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ عیسائیوں ہندوؤں اور یہودیوں میں سے ایسے کئی ہیں جنہوں نے اپنے مذہب پر جان دے دی۔ اور بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ انہیں اپنے مذاہب کی سچائی پر کامل یقین ہے۔ مگر یقین پہچاننے کا یہ طریق نہیں۔ جان آخر کیا چیز ہے۔ اس دنیا کی ایک چیز ہے جو آپ دوسری چیزوں پر قربان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کئی لوگ ملک کے لئے جانیں قربان کرتے ہیں۔ کئی لوگ اپنی زمینوں کی حفاظت کے لئے جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ غرض اپنی جان قربان کر دینا کوئی ایسی اعلےٰ بات نہیں۔ جس سے کسی کے یقین کا جائزہ لیا جا سکے۔ بلکہ اس سے زیادہ اعلےٰ چیزیں بھی موجود ہیں۔ جنہیں قربان کرنے کے لئے لوگ تیار نہیں ہوتے۔ چنانچہ میں نے کہا میرے یقین کی حالت یہ ہے۔ کہ میں قرآن اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں۔ اور اس

زندہ قادر اور طاقتور خدا

سے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جس کے ہاتھ میں میرا مستقبل ہے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدا مجھے یقین ہے۔ یہ تیرا کلام ہے۔ جو تو نے اپنے رسول پر نازل فرمایا۔ اور جسے دنیا کی ہدایت کا آخری ذریعہ قرار دیا۔ اے خدا اگر میں اس عقیدہ میں جھوٹا ہوں۔ اور لوگوں کو ناحق فریب دے رہا ہوں تو تو مجھ پر اپنی لعنت نازل کر۔ نہ صرف مجھ پر بلکہ میری بیوی اور میرے بچوں پر بھی۔ اور نہ صرف اس دنیا میں بلکہ اگلے جہان میں بھی۔ کیا آپ بھی ویدوں کی سچائی کے متعلق اس قسم کی قسم کھا سکتے ہیں۔ میرے اس مطالبہ پر بجائے اس کے کہ وہ قسم کھاتے۔ ان کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور کہنے لگے آپ میرے بیوی بچوں کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ میں نے کہا اسی سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے۔ جسے آپ

اپنی جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی

سمجھتے ہیں۔ پس جب تک آپ اسے اپنے مذہب کے لئے قربانی نہ کریں۔ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کو اپنے مذہب کی صداقت پر یقین ہے۔ میں بار بار یہ مطالبہ کروں۔ مگر وہ یہی کہتے جائیں کہ آپ میرے بیوی بچوں کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ تو بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان کا نام سننے پر انسان کے دل میں خشیت پیدا ہو جاتی۔ اور اللہ تعالےٰ کا خوف اسے دامنگیر ہو جاتا ہے۔ انہی میں سے ایک مباہلہ بھی ہے۔ میرے دل میں ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا۔ کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ایک حصہ مباہلہ کو بھی

لوگوں کو دھوکہ دینے اور چالبازی کا ایک ذریعہ

بنا لیگا مگر میرا یہ یقین غلط نکلا۔ اور وہ مسلمانوں کے لیڈر کہلانے والے جنہوں نے تھوڑے ہی دن ہوئے شہید گنج کے موقعہ پر مسلمانوں کے فوائد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے قربان کر دیا تھا۔ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم تو مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ مگر قادیان میں کریں گے۔ میں نے ان کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا۔ مگر ساتھ ہی لکھا کہ انہیں چاہیئے تمام شرائط لکھ کر اور ان پر دستخط کر کے ہمیں دے دیں۔ تا بعد میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو سکے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے انہیں کئی رجسٹریاں گئیں۔ ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ تین دفعہ انہوں نے ان میں سے ایک کا بھی ہمیں جواب نہیں دیا۔ ڈاکخانہ کی رسیدیں ہمارے پاس موجود ہیں اور وہ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ ہماری طرف سے انہیں رجسٹرڈ خطوط لکھے گئے۔ مگر وہ ہر رجسٹری غائب کر گئے۔ لیکن پبلک میں یہ شور مچانے لگ گئے۔ کہ قادیانی مباہلے سے بھاگ گئے ہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ طریق اللہ تعالےٰ کی خشیت کا نہیں۔ اور یہ کہ ان کے مدنظر مباہلہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ صرف یہ غرض تھی۔ کہ کسی طرح انہیں

قادیان میں جلسہ کرنے کا موقعہ

مل جائے۔ مگر جب ہم نے اس حقیقت کو واضح کر دیا۔ اور گورنمنٹ کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ یہ مباہلہ کے لئے قادیان نہیں آنا چاہتے۔ بلکہ ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ قادیان میں کانفرنس منعقد کریں۔ چنانچہ ان کا ایک اشتہار قادیان کے اردگرد کے دیہات میں تقسیم ہوتا ہوا پکڑا گیا۔ جس میں صاف لکھا تھا۔ کہ پچھلے سال قادیان میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں نصف لاکھ کے قریب مسلمان جمع ہوئے تھے حالانکہ کانفرنس کا پہلا سال تھا۔ مگر اس سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قادیان میں جمع ہونے والے ہیں۔ تو گورنمنٹ نے چونکہ انہیں قادیان اور اس کے اردگرد آٹھ آٹھ میل کے حلقہ میں کوئی

کانفرنس یا جلسہ کرنے کی ممانعت

کی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے قانون کے ادب اور احترام کے لئے انہیں پھر مخالفت کا نوٹس دے دیا۔ میں نے احرار کے مباہلہ کے متعلق چھ جھوٹ ثابت کر کے آج ہی ایک اشتہار دیا ہے۔ اور ہر بات کے غلط ثابت ہونے پر ان کے لئے ایک ایک سو روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے۔ اور میں نے بعض غیر احمدیوں کو ہی اس معاملہ میں ثالث تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اور میں نے لکھا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے دعووں میں سچے ہیں۔ تو وہ اپنے ان

ہم عقیدہ ثالثوں کے ذریعہ

فیصلہ کرا کے انعام لے لیں۔ چنانچہ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کو میں نے پیش کیا ہے۔ جو کانگرس کے لیڈر رہ چکے ہیں۔ اور میں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر انہیں ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کی شخصیت پر اعتراض ہو تو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سے فیصلہ کرا لیں۔ یہ بھی مسلمانوں کے لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ اب تک سمجھے جاتے ہیں۔ اور

ملک و قوم کی خاطر جیلخانوں میں

بھی رہے ہیں۔ یا مسٹر عبداللہ یوسف علی صاحب آئی۔ سی۔ ایس۔ ریٹائرڈ حال پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کو ثالث تسلیم کریں یا سر محمد یعقوب صاحب کو جو پہلے اسمبلی کے صدر بھی رہے ہیں ثالث تسلیم کریں۔ اگر وہ ان میں سے کسی کو بھی ثالث تسلیم کر لیں۔ تو وہ جس وقت چاہیں ہم

چھ سو روپیہ

ان کے پاس جمع کرا دیں گے۔ اور روپیہ جمع کرانے کے پندرہ دن کے اندر اندر اگر احرار اپنے دعووں کا ثبوت دے دیں۔ اور ثالث ان کے حق میں فیصلہ کر دے۔ تو جمع شدہ روپیہ ثالث فوراً ان کو دے دے گا۔ اور اگر فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔ یا پندرہ دن کے اندر اندر احرار ثبوت پیش نہ کریں۔ تو روپیہ ہمیں واپس مل جائے۔

مگر میں نے یہ شرط کی ہے۔ کہ میرے سب مطالبات کی جن کے متعلق میں نے انعام مقرر کئے ہیں۔ اکٹھی تحقیق کی جائے۔ ایک ایک کو الگ الگ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ سوائے اس صورت کے کہ احرار ان مطالبات میں سے بعض کے متعلق اپنی غلطی تسلیم کرکے باقیوں کے متعلق تحقیق پر آمادگی کا اظہار کریں۔ وہ چھ باتیں ایسی ہیں۔ جن پر اگر کوئی بھی شخص غور کرے۔ تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ آیا

احرار فرار اختیار کر رہے ہیں

یا ہم۔ پس اس میں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ جو ثالث پیش کئے گئے ہیں وہ ان کے اپنے آدمی اور ان کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ اور پھر میں یہ نہیں کہتا۔ کہ فیصلہ کے بعد روپیہ دیا جائے گا۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جس وقت بھی احرار اس طریق فیصلہ کو منظور کرلیں۔ اور لکھ دیں۔ کہ پیش کردہ لیڈروں میں سے فلاں لیڈر کا فیصلہ ہمیں منظور ہے اسی وقت چھ سو روپیہ ان صاحب کے حوالے کردیا جائے گا۔ اور انہیں اس امر کا اختیار دے دیا جائے گا۔ کہ اگر ان پر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ میری غلطی تھی۔ تو وہ

روپیہ احرار کے حوالے کردیں

اور اگر ثابت ہو۔ کہ احرار غلطی پر تھے۔ تو روپیہ ہمیں واپس کردیں۔ یہ ایک ایسا طریق فیصلہ ہے جس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے۔ وہ اس کے متعلق بھی کوئی بہانہ بنالیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ وہ کیا بہانہ بنائیں لیکن ہمارا طریق چونکہ دیانت داری کا ہے۔ اس لئے ہمیں کوئی اعتراض کی بات نہیں سوجھتی برخلاف اس کے ان کا کام چونکہ بددیانتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ اس واضح طریق کے متعلق بھی کوئی شبہ وہ پیدا کرلیں ؂

اب میں ان کے

ایک اور سوال

کو لیتا ہوں۔ جو انہوں نے ابھی ابھی اٹھایا ہے اور وہ یہ کہ اگر ہمیں قادیان میں اجتماع کرنے سے روکا گیا ہے۔ تو کیا گورنمنٹ احمدیوں کے سالانہ جلسہ کو بھی روکیگی؟ میں سمجھتا ہوں جس وقت کسی انسان میں بے حیائی پیدا ہو جائے اس وقت وہ تمام عقل و دانائی کی حدود کو توڑ دیتا اور ایسی ایسی باتوں پر اتر آتا ہے۔ جو معمولی عقل و سمجھ رکھنے والے انسان کے نزدیک بھی مضحکہ خیز ہوتی ہیں ؂

قادیان میں جو ہماری پوزیشن ہے اس سے احرار کو بھلا نسبت ہی کیا ہے۔ قادیان

ہمارا مقدس مقام

ہے۔ قادیان وہ مقام ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالےٰ کی وحی اور اس کے الہامات میں بڑی بڑی بشارتیں ہیں۔ اور قادیان وہ مقام ہے۔ جسے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا نے امن اور ترقی کا مقام بنایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے ساتھ اسے جماعت احمدیہ کا مرکز قرار دیا ہے پس اس میں جماعت احمدیہ کو جو حق حاصل ہے وہ احرار کو کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے اگر کسی ناولسٹ پر گورنمنٹ مقدمہ چلائے۔ تو وہ کہدے۔ کہ اگر میری کتاب پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ تو قرآن کریم۔ انجیل اور ویدوں پر بھی مقدمہ چلایا جائے۔ حالانکہ ایک عام کتاب کو الہامی کتاب سے نسبت ہی کیا ہے کہ ایک کا دوسری سے مقابلہ کیا جائے۔ اسی طرح قادیان کے متعلق احمدیوں کے جو جذبات ہیں۔ وہ احرار کے جذبات کہاں ہوسکتے ہیں۔ کہ دونوں سے یکساں سلوک اور برتاؤ کا مطالبہ جائز قرار دیا جاسکے۔ پچھلے سال جو یہاں کانفرنس ہوئی۔ اس میں مولوی عطاء اللہ صاحب نے کہا۔ کہ قادیان کی زمین لعنتی ہے۔ جب ان کے نزدیک قادیان کی لعنتی زمین ہے۔ تو یہاں ان کے آنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے اور کیا جن کے نزدیک قادیان کی زمین نعوذ باللہ لعنتی ہو۔ وہ یہ حق رکھتے ہیں۔ کہ قادیان کے متعلق احمدیوں کے جذبات اور اپنے جذبات کا مقابلہ کریں۔ اور باوجود اس امر کے کریں۔ کہ اسلام نے اس امر کے متعلق ہماری راہ نمائی کی ہوئی ہے۔ یہی سورۃ توبہ جس کا ایک رکوع میں نے اس وقت پڑھا ہے۔ اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ حرم اور اس کے گردو نواح میں مشرک لوگ نہ آنے پائیں۔ اب کیا اس حکم کو دیکھ کر ہندو کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں کیونکہ ہمیں

حرم میں داخل ہونے کی اجازت

نہیں دی جاتی۔ یا چینی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں۔ کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یا روسی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان ہمارے ملک سے نکل جائیں۔ کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ یا انگریز کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں۔ کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ یا امریکن کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں۔ کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی موٹی بات اور اسلام کا ایسا قائم کردہ اصل ہے کہ کوئی شخص یہ جہالت نہیں کرسکتا۔ کہ اس قسم کا مطالبہ کرے۔ مگر انہوں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو ایسا کہتے ہی کیوں۔ جب اسلام کا انہوں نے کبھی مطالعہ ہی نہیں کیا۔ تو یہ بات انہیں کہاں سمجھ میں آسکتی ہے۔ غرض اسلام نے اس اصل کو تسلیم کیا ہے۔ کہ جو کسی مذہب کا مقدس مقام ہو اس میں اس کے خاص حقوق تسلیم کئے جائیں گے۔ اسلام نے مکہ اور مدینہ کو حرم قرار دیکر مکہ اور شام کے شہروں میں فرق کیا ہے۔ اسلام نے یہ اجازت نہیں دی۔ کہ مکہ میں کوئی غیر مسلم داخل ہو۔ مگر شام کے شہروں میں غیر مسلموں کے داخل ہونے سے اسلام نے منع نہیں کیا۔ کیونکہ مکہ مسلمانوں کا ایک مقدس مقام ہے۔ مگر شام کو مقدس ماننے میں اس کے ساتھ مسیحی اور یہودی بھی شامل ہیں۔ مکہ مدینہ مرکز ہیں اسلام کا اور جب کوئی جماعت اپنا ایک مرکز قائم کرتی ہے تو اس کے لئے ایک ماحول کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ اس کے ادب اور احترام کو قائم رکھا جائے۔ پس جبکہ

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

کے بعد اور ان سے اُتر کر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے۔ اور جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپ کے نائب اور آپ کے خلیفہ اور آپ کے وجود کو اپنے اندر ظاہر کرنے والے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی ترقی اور اس کی عظمت کے لئے قادیان کو مرکز مقرر کیا ہے۔ تو یقیناً

ہمارا حق

ہے۔ کہ ہم مطالبہ کریں۔ کہ وہ ہمارے اس مقدس مقام کو اپنے وحشی مظاہروں سے پاک رکھیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے۔ جسے قرآن مجید نے پیش کیا۔ یہ وہ اصل ہے جسے اسلام نے دُنیا سے منوایا۔ اور یہ وہ دلیل ہے جس کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے آزاد کرایا۔ اگر اس اصل کو تم ایک جگہ تسلیم کرتے۔ اور دوسری جگہ رد کردیتے ہو۔ تو تم دُنیا کو کس طرح کہہ سکتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے۔ کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے پاک رکھیں لیکن اگر ہندو ایک مقام کو مقدس قرار دیں۔ تو وہ اسے غیروں سے پاک نہیں رکھ سکتے۔ اگر تم یہ کہتے ہو۔ کہ ہمارا تو یہ حق ہے کہ ہم اپنے مقدس مقامات کو غیروں کے مظاہرات اور ان کی دخل اندازی سے پاک رکھیں۔ لیکن ہم یہودیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق یہ اصل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر تم کہتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے۔ کہ اپنے مقدس مقامات میں غیر مسلموں کو نہ آنے دیں۔ مگر عیسائیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق یہ نظریہ تسلیم کرنے کے لئے ہم تیار نہیں۔ اگر تم یہ کہتے ہو۔ کہ ہمارا تو یہ حق ہے۔ کہ اپنے مقدس مقامات کو غیر عناصر سے پاک رکھیں۔ مگر پارسیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق ہم یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو یقیناً ہر عقلمند سمجھیگا۔ کہ

تم دانائی سے کام نہیں لیتے

اور سب سمجھیں گے۔ کہ تم پاگل ہو۔ اور دھینگا مشتی سے کام لے رہے ہو۔ پس قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ حرم وہ مقام ہے جس میں کوئی غیر مسلم نہیں آسکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ آنے کی اجازت لے لے اور نرمی اور محبت کے ساتھ آئے دیکھو اسی سورۃ کے شروع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ۔ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ آج ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ ان مشرکوں سے جن سے وقتی معاہدات تھے۔ اور کوئی شرط وغیرہ نہیں تھی۔ (شروط والے معاہدات کا آگے ذکر آتا ہے) اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم انہیں فسخ کرتے ہیں۔ صرف چار مہینے اور تم اس علاقہ میں رہ سکتے ہو۔ تم دنیا میں خوب پھر کر دیکھ لو۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام قائم کر دیا۔ اور اب وہ اپنے مرکز کو

مشرکین کے وجود سے

پاک کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جو منکر ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں عزت نہیں دیتا۔ اور حج اکبر کے موقعہ پر یہ اعلان ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کیطرف سے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے تعلق نہیں رکھ سکتے۔ ان کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کہ وہ اس علاقہ میں رہیں ہاں اگر تم توبہ کرو۔ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم پھر جاؤ۔ تو یاد رکھو تم خدا تعالےٰ کے کام کو نہیں روک سکتے۔ اور نہ کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ یہ ہمارا اعلان سب مشرکین کے لئے ہے۔ سوائے ان کے جن سے تم نے عہد کیا ہوا ہے۔ اور انہوں نے اس عہد کو توڑا نہیں۔ اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف کسی اور کو مدد دی ہے۔ یعنی ان سے میعادی عہد ہے۔ ان کا معاہدہ میعاد تک پورا کرو۔ اور جب تک میعاد ختم نہیں ہوتی۔ اسے لئے چلے جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالےٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔ لیکن جب مقررہ مہینے ختم ہو جائیں تو پھر اس آخری جماعت کو چھوڑ کر باقی مشرکین عرب کو جو اسلام سے برسر جنگ تھے۔ جہاں بھی ملیں لڑائی کرو۔ انہیں پکڑو۔ ان کا محاصرہ کرو۔ اور ہر گھات کی جگہ پر ان کے لئے بیٹھو۔

پس اگر وہ توبہ کریں نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ تو انہیں چھوڑ دو کیونکہ خدا تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ لیکن ہمارا یہ حکم ان مشرکوں کے لئے ہے۔ جو

مسلمانوں کے خلاف شرارتیں

کرتے۔ اور مظاہرے کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اگر ان میں سے کوئی تمہاری پناہ میں آنا چاہے تو اُسے پناہ دو۔ اور اسے اس بات کا موقعہ دو۔ کہ وہ خدا کا کلام سنے۔ اگر وہ مان جائے گا تو تمہارے ساتھ ہو جائیگا اور اگر وہ نہ مانے تو بھی اسے امن کے ساتھ اس کے گھر تک پہونچا دو۔ اور آنے کے لئے رستہ بالکل بند نہ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں۔ جو حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

یہ آیتیں ہیں جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو مقام کسی جماعت کا

مذہبی مرکز

ہو۔ اسے دوسرے اثرات سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اور غیروں کو اس میں جمع ہونے سے روکنا چاہیئے۔ اسی بناء پر

حرم کی حدود میں کسی غیر مسلم کو جانیکی اجازت نہیں

لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اگر کوئی شخص نرمی اور محبت سے آنا چاہے تو اسے نہ روکو۔ بلکہ آنے دو۔ اور جب وہ باتیں سن چکے۔ تو اسے آرام سے اپنے گھر پہونچا دو۔

پس جو بھی مقدس مقامات ہوں۔ ان کی عزت و حرمت کے لئے ہر قوم کو حق حاصل ہے۔ اور ہر قوم کا یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے مذہبی مقدس مقامات میں اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے لوگوں کے مظاہرات نہ ہونے دے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اس طرح تبلیغ کا رستہ بند کرتے ہو۔ اس لئے کہ قادیان کا ہر احمدی وقتاً فوقتاً باہر جاتا ہے۔ قادیان میں ساری عمر بند نہیں رہتا۔ پھر صرف قادیان میں ہی احمدی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی تبلیغ کرنا چاہے۔ تو قادیان کے احمدیوں کو بھی جب وہ باہر جائیں تبلیغ کر سکتا۔ اور بیرونی جماعتوں کو بھی تبلیغ کر سکتا ہے۔ جس طرح عیسائی مسلمانوں سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تم نے بلاد حرم میں ہماری تبلیغ بند کر دی ہے جس طرح ہندو مسلمانوں سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ تم نے عرب میں ہماری تبلیغ بند کر دی ہے۔ اس لئے کہ عرب ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ملک سے باہر نکلیں۔ عیسائی اور ہندو انہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہم نے

تبلیغ کا راستہ

بند کر دیا۔ بلکہ ہمارا حق ہے۔ کہ قرآن کریم کے تسلیم کردہ اصل کے ماتحت چونکہ قادیان بھی ہمارا مقدس مقام اور جماعت کے نظام کا مرکز ہے۔ اس لئے ہم اس جگہ کسی قسم کا کوئی ایسا فعل نہ ہونے دیں۔ جس میں سلسلہ کی ہتک یا بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہو۔ پھر یہ حق ہم صرف اپنے لئے نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں جس قوم اور جس مذہب کا بھی کوئی شہر مقدس مرکز ہو۔ یا وہ اسے اپنے لئے مقدس قرار دے لے۔ وہ اسی طرح

غیروں کی شورش سے محفوظ

رکھا جائے۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ کہ قادیان غیروں کی شورش سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ دوسری قومیں جن شہروں کو اپنے مذہبی مرکز قرار دیں۔ اور ان میں انہوں نے خاص ماحول بنا لیا ہو۔ اور ان کی مذہبی کتب میں ان کو خاص مرکزی درجہ دیا گیا ہو۔ ان شہروں میں ان مذاہب کے خلاف کوئی مظاہرہ کرنے کی نہ ہمیں نہ دوسروں کو اجازت ہو۔ پس ہم وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اسلام نے اصل مقرر کیا ہے۔ اور جو ہر مذہب کے مقدس مقام کے متعلق اسلام کا پیشکردہ نظریہ ہے۔ اس کے مطابق اگر کسی وقت ہندو یہ مطالبہ کریں۔ کہ ہردوار میں ہندو مذہب کے خلاف کوئی مظاہرہ نہ کریں۔ تو سب سے پہلا میں ہوں گا جو اس کی تائید کرونگا۔ پس اگر کوئی قوم کسی شہر کو اپنا مذہبی مرکز سمجھتی ہے۔ یا اسے مذہبی مرکز بنانا چاہتی ہے۔ تو اُسے اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ غیروں سے اسے پاک رکھے۔ آخر دنیا کو اس سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اگر دنیا کے تمام مقدس مقامات اکٹھے بھی کئے جائیں۔ تو سو پچاس شہروں سے زیادہ نہیں بنیں گے۔ مگر ان پچاس یا سو مقامات کو محفوظ کر لینے سے تبلیغ کو کونسا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انسان اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کر سکتا ہے۔ جہاں اس شہر کے آدمی آتے جاتے ہوں۔ چنانچہ قادیان کے احمدی بھی کبھی بٹالہ میں سودا خریدنے چلے جاتے ہیں۔ کبھی امرتسر جاتے ہیں۔ کبھی لاہور چلے جاتے ہیں۔ اگر احرار تبلیغ ہی کرنا چاہتے ہیں۔ تو جب قادیان کے احمدی بٹالہ امرتسر یا لاہور جائیں تو انہیں پکڑ لیں۔ اور تبلیغ کریں۔ بلکہ ہم تو موجودہ حالات میں جبکہ انگریزی حکومت قائم ہے۔ یہ مطالبہ بھی نہیں کر سکتے۔ کہ احمدیوں کے علاوہ دوسرے لوگ قادیان میں

ہماری اجازت کے بغیر

داخل نہ ہوں۔ ہم اس وقت جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قادیان میں دوسرے لوگ داخل ہو کر ایسے مظاہرات نہ کریں۔ جن سے سلسلہ احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہوتی ہو۔ اور یہ بھی اس لئے کہ

مظاہرہ کرنا کوئی مذہبی چیز نہیں

بلکہ سیاسی ہے۔ اور کسی جماعت کے مذہبی مرکز پر سیاسی دباؤ ڈالنا کسی صورت میں جائز نہیں ہوسکتا۔ مگر اب احرار نے یہ مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ کہ اگر ہمیں روکا گیا ہے۔ تو قادیان میں احمدیوں کے سالانہ اجتماع کو بھی روک دیا جائے۔ ہم اُن سے کہتے ہیں۔ وہ اگر یہ اعلان کر دیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز۔ آپ کا نائب۔ اور خلیفہ مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور انہوں نے قرآن کریم کے جو معانی بتائے۔ وہی صحیح اور درست ہیں۔ اور مسلمانوں کی ترقی آپ پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ تو اس کے بعد اگر ہم اُن کے جلسہ کو بشرطیکہ اس میں شرافت سے کام لیا جائے۔ اور اشتعال انگیزی نہ ہو۔ روکیں۔ تو وہ جو جی میں آئے کہیں۔ لیکن اگر وہ ان باتوں کا انکار کرتے ہیں تو ہم اور وہ ایک صف میں کس طرح کھڑے ہو سکتے ہیں؟

غرض ان کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ کہ کوئی عقل اور سمجھ کی بات ان کے مونہہ سے نہیں نکلتی۔ حالانکہ ان میں پڑھے لکھے بھی ہیں عربی دان بھی ہیں۔ انگریزی دان بھی ہیں۔ مولوی بھی ہیں۔ لیڈر بھی ہیں۔ مگر میں جب یہ باتیں سنتا ہوں۔ تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ کیا ان میں سے کسی کے دل میں بھی

خدا تعالےٰ کا خوف

نہیں رہا۔ یہ بھی تو ایک زبردست ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک مامور کی ضرورت ہے۔ آج کہاں ہے وہ سچائی جس پر اسلام کو فخر تھا۔ کہاں ہے وہ سچائی جس کے مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہیں کرسکتی تھی۔ بلکہ وہ تو الگ رہی جو سچائی پرانے زمانہ میں کفار میں پائی جاتی تھی۔ اس کا نمونہ بھی تو اب ان لوگوں میں نہیں ملتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو ایک دفعہ ایک تبلیغی خط لکھا۔ جب خط اس کے پاس پہونچا۔ تو اس نے کہا۔ کہ کوئی آدمی بلاؤ جس سے میں اس ...

مخالفِ نبوت کے حالات

... دریافت کروں۔ اتفاقاً ابوسفیان تجارت کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے انہیں پیش کیا۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بادشاہ نے انہیں بلایا۔ اور ان کے پیچھے بعض مکہ کے اور آدمی کھڑے کر دیئے اور کہا۔ میں اس سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دے۔ تو تم بتا دینا۔ ابوسفیان خود ہی روایت کرتے ہیں کہ جب اس نے ایسا کیا۔ تو مجھے بڑی مشکل پیش آئی۔ اور میں نے کہا۔ میرے ساتھی اُس نے میرے پیچھے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اگر میں اسلام کی دشمنی کی وجہ سے کسی بات میں جھوٹ بول دوں۔ تو ممکن ہے۔ ان میں سے کوئی بول پڑے۔ اور مجھے شرمندہ ہونا پڑے۔ اس لئے جب قیصر نے سوالات کئے۔ تو وہ صحیح صحیح جوابات دیتے گئے۔ ایک سوال اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ بھی کیا۔ کہ کیا اس نے کبھی معاہدات کو توڑا ہے وہ کہنے لگے۔ ابھی تک تو اس نے کسی معاہدہ کو نہیں توڑا۔ لیکن اب ایک ہماری قوم نے اس سے معاہدہ کیا ہے۔ معلوم نہیں۔ وہ اس کو توڑتا ہے۔ یا قائم رکھتا ہے ابوسفیان کہتے ہیں۔ اُس نے پہلے جتنے سوالات کئے ان میں سے کسی کے جواب میں میں چالاکی نہ کر سکا۔ اب جو اس نے یہ سوال کیا۔ تو میں نے یہ فقرہ ملا دیا۔ کہ اب ایک معاہدہ اس سے ہوا ہے۔ دیکھیں۔ وہ اسے توڑتا ہے۔ یا نہیں۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک اشد ترین دشمن بھی اگر حقیقت کو مشتبہ کر سکا۔ تو صرف اس طرح۔ نہ کہ کھلے طور پر جھوٹ بول کر۔ مگر اسلام نے سچائی کا جو نمونہ دکھایا۔ وہ تو نظیر نہیں رکھتا

اسلامی عہد میں

ایک دفعہ ایک شخص کو پھانسی کی سزا ہوئی۔ جب اسے قتل کیا جانے لگا۔ تو اس نے کہا۔ میرے گھر یتامیٰ و مساکین کی بہت سی امانتیں پڑی ہیں۔ اگر میں قتل ہوگیا۔ تو ان کا مال ضائع ہو جائیگا مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں ان کا مال ان کے سپرد کر آؤں۔ انہوں نے پوچھا۔ اگر تو بھاگ جائے۔ تو تیرا ضامن کون ہوگا۔ اُس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ ایک صحابی کھڑے نظر آئے ان کے چہرہ پر چونکہ اس نے نرمی اور محبت کے آثار دیکھے۔ اس لئے کہنے لگا۔ یہ میرے ضامن ہیں۔ انہوں نے اس صحابی سے پوچھا تو وہ کہنے لگے۔ ہاں میں اس کی ضمانت دیتا ہوں وقت مقررہ کے قریب تک جب وہ نہ آیا۔ تو لوگوں کے دلوں میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کہ اب اس کی بجائے صحابی کو سزا بھگتنی پڑیگی۔ لیکن جب عین آخری وقت آیا۔ تو لوگوں نے دیکھا۔ دُور سے ایک سوار بے تحاشا اپنے گھوڑے کو دوڑاتا چلا آرہا ہے۔ اور اتنی تیزی اور شدت سے دوڑا رہا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ گھوڑا اس کی رانوں کے نیچے مر جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر وہ سوار گھوڑے سے اُترا۔ اور اُدھر گھوڑے نے دم توڑ دیا۔ وہ سوار وہی شخص تھا جس کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی تھی۔ وہ کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ میں اتنی تیزی سے اس لئے آرہا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ وعدہ کی خلاف ورزی ہو جائے۔ حالانکہ وہ ایسا شخص تھا جس کے لئے

پھانسی کی سزا

تجویز ہوئی تھی۔

اب بتاؤ۔ کہ اس عہد میں کتنے مسلمان ہیں جنہیں ہفتہ بھر کی بھی قید کی سزا ملی ہو اور وہ وعدہ کر کے جائیں۔ اور پھر وقت پر آجائیں یہ وہ اسلامی صداقت تھی۔ جس کا صدیوں تک لوگوں کے دلوں پر اثر رہا۔ مگر آج کہاں ہے یہ صداقت کہاں ہے یہ دیانت اور کہاں ہے یہ راستی۔ ہر بات میں دھوکا۔ اور ہر بات میں فریب دیا جاتا ہے۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اسی میں نجات ہے۔ حالانکہ اصل نجات وہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ جب ایک علیم و خبیر۔ اور قادر و مقتدر خدا آسمان پر موجود ہے۔ تو یہ دھوکا کہاں تک چل سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

احرار کو ہر روز ذلتیں

نصیب ہوتیں۔ اور ہر روز رسوائیاں ہوتی ہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے۔ کہ خدا تعالےٰ زمین کے کناروں سے احمدیت کو بڑھاتا چلا جارہا ہے۔ کیا انہیں نظر نہیں آتا۔ کہ باوجود ان کی تمام مخالفتوں کے احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ یہی مسجد اس پر گواہ ہے۔ کہ احمدیت کہاں سے کہاں پہونچی پہلے یہ چھوٹی سی تھی۔ میرے بائیں طرف جو مسجد کا حصہ ہے اس کا بھی نصف حصہ اس وقت مسجد تھا۔ اور وہ بھی خالی رہتا تھا۔ لیکن آج اس سے تین چار گنے مسجد بڑی ہوگئی ہے۔ اور اب بھی لوگ باہر اور چھتوں پر بیٹھے ہیں۔ اور جب نماز ہوگی۔ تو گلیوں میں انہیں پھیلنا پڑے گا۔ یہ نصرت آخر کیوں ہوئی۔ اسی لئے کہ

سچائی اور صداقت

ہمارے پاس ہے۔ اور خدا راستی کی تائید کرتا لیکن جھوٹ کی تائید نہیں کیا کرتا۔

اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جہاں یہ مخالفتیں ہماری طبیعت میں تشویش پیدا کرتی ہیں۔ اور ہمارے اصل کاموں سے ہٹا کر ہمیں دوسری طرف متوجہ کر دیتی ہیں وہاں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ ان مخالفتوں کی وجہ سے

ہماری ذمہ واریاں

اور بھی بڑھ رہی ہیں۔ اور یہ مخالفتیں اس بات کی گواہ ہیں۔ کہ ابھی ہمارے سامنے بہت بڑا کام پڑا ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔ آج کونسی آواز ہے۔ جو احمدیت کے خلاف اٹھتی ہو۔ اور لوگ اس پر دیوانہ وار لبیک کہنے کے لئے تیار نظر نہ آتے ہوں۔ آج یہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ اگر لوگوں میں عزت مل سکتی۔ اور روپیہ کمایا جاسکتا ہے۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ احمدیت کی مخالفت کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرمایا کرتے تھے اس زمانہ میں لوگوں کو دو ہی طرح عزتیں مل رہی ہیں ہمیں مان کر یا ہمارا انکار کر کے۔ آپ فرماتے۔ بہرحال ہمارے ذریعہ سے ہی لوگوں کو رزق مل رہا ہے۔ یعنی یا تو ماننے والے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عزت حاصل کر لیتے ہیں۔ یا انکار کرنے والے لوگوں میں عزت حاصل کر لیتے ہیں

اور فرمایا کرتے ہمارے مخالفوں کو تو ہمارا ممنونِ احسان ہونا چاہیئے۔ کہ وہ محض ہماری وجہ سے روٹیاں کھا رہے ہیں۔ اور واقعہ میں دیکھ لو۔ جو مولوی ہمارے سلسلہ کی مخالفت نہیں کرتے۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ مگر جو مخالفت کرنے والے مولوی ہیں۔ ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اٹھے۔ اور انہوں نے خوب مخالفت کی۔ لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ انہیں یہ وہم ہو گیا۔ کہ گویا وہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کے نمائندہ ہیں۔ پھر ان کے بعد چھوٹے چھوٹے مخالف تو بہت اٹھے لیکن صحیح معنوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب ان کے جانشین ہوئے اور ہمارے سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ قادیان آئے۔ تو انہوں نے چیلنج دیا۔ کہ مرزا محمود کو کہو وہ میرے ساتھ کلکتہ تک چلے۔ پھر دیکھیے کہ پتھر کس پر پڑتے ہیں۔ اور پھول کس پر۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ اگر وہ کلکتہ تک جاتے۔ تو انہیں ہر جگہ پھول پڑتے۔ اور مجھے ہر جگہ پتھر۔ اور میں نے جب یہ بات سنی۔ تو یہی جواب دیا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا بالکل صحیح ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی جب دعویٰ نبوت کیا تھا۔ تو آپ پر پتھر پڑا کرتے تھے۔ اور ابوجہل نے جب آپ کی مخالفت کی تھی۔ تو اس پر ہر جگہ پھول ہی برسائے جاتے تھے۔ پس مولوی صاحب نے خود اپنے مونہہ سے اقرار کر لیا۔ کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوں۔ اور وہ اس مقام پر کھڑے ہیں۔ جس پر ابوجہل تھا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں اور غلاموں میں سے ہوں اور وہ

ابوجہل کے شاگرد اور غلام

ہیں۔ آخر شاگرد نے آقا کی خصوصیات ہی لینی ہیں۔ علیحدہ خصوصیات وہ کہاں سے لے۔ وہ بوڑھے ہوئے تو مولوی ظفر علی صاحب نے سلسلہ کی مخالفت شروع کر دی۔ اور ان کی بھی خوب آؤ بھگت ہوئی۔ اور لوگوں میں انہوں نے اچھی عزت حاصل کی۔ ان کا دور دورہ ختم ہوا تو احرار آ گئے۔ اور انہوں نے بھی اپنی عزت بڑھانے اور روپیہ کمانے کا یہی ذریعہ اختیار کیا۔ کہ احمدیت کی مخالفت کی جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں میں ہماری مخالفت کا ایک زبردست رَو شروع ہے۔ اور ان میں ہمارے خلاف اس قدر جوش اور غیظ و غضب بھرا ہوا ہے کہ جو بھی انہیں ہمارا مخالف ملتا ہے۔ اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مخالفت کی۔ تو سب لوگ ان کے پیچھے ہو گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مخالفت کی۔ تو سب ان کے پیچھے ہو گئے مولوی ظفر علی صاحب نے مخالفت شروع کی۔ تو لوگ ان کے پیچھے چل پڑے۔ اور جب احرار نے مخالفت کی۔ تو ان کے پیچھے ہو لئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے اندر ہمارے خلاف اس قدر جذبات عناد موجود ہیں۔ کہ انہیں ہمیشہ ایسی نالی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں سے وہ اپنا جوش نکال سکیں۔ جب قلوب کی یہ کیفیت ہو۔ جب بغض اس قدر بڑھ چکا ہو۔ اور جب عداوت اتنی ترقی پر ہو۔ تو اس وقت بھی احمدی اگر اپنی

قربانیوں میں سستی

کریں۔ تو ایسے احمدیوں سے زیادہ قابلِ ملامت اور کون ہو سکتا ہے۔

دیکھو میں نے تم کو وقت پر دشمن کے حملہ سے ہوشیار کر دیا تھا۔ اور کئی سال پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ اب تعیرات زیادہ زور سے پیدا ہوں گے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ مخالفین کی پہلی جدوجہد انفرادی ہوا کرتی تھی۔ مگر اس کے بعد ان کی ہر جدوجہد پہلے سے زیادہ منظم ہوتی جا رہی ہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جدوجہد منظم نہیں تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب آئے۔ تو انہوں نے تنظیم کی۔ اہلحدیث کو اکٹھا کیا ان کی انجمنیں بنائیں۔ ایک ہفتہ وار اخبار باقاعدگی کے ساتھ ہمارے خلاف شائع کیا۔ اور ہماری مخالفت کو منظم طریق پر چلایا۔ پھر مولوی ظفر علی صاحب آئے۔ ان کا حلقہ اثر زیادہ وسیع تھا۔ اخبار لوگوں میں بہت پڑھا جاتا تھا۔ اس لئے ان کے ذریعہ ہماری مخالفت کی آگ زیادہ دور دور تک پھیلی۔ پھر احرار آئے جو ان سے بھی زیادہ منظم تھے۔ گویا دشمن کی فوج جس سے اس وقت تمہارا مقابلہ ہے۔ وہ ہر حملہ کے وقت یہ جانچتی ہے کہ اسے کتنی طاقت کی ضرورت ہے۔ اور جب وہ محسوس کرتی ہے۔ کہ پہلا حملہ اس کا اتنا شدید نہ تھا جس سے احمدیت کو نقصان پہونچے۔ اور اس کے کچلنے کے لئے اسے اور زیادہ طاقت کی ضرورت ہے۔ تو وہ اور زیادہ منظم ہو جاتی۔ اور مخالفت کے سامان مہیا کرتی ہے اور جب دیکھتی ہے۔ کہ وہ سامان بھی کافی نہیں۔ تو پھر اور زیادہ مخالفت کے سامان جمع کرنے لگتی ہے۔ پس تم مت خوش ہو اس بات پر کہ احرار کچلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر تم نے

مخالفت کی اصل روح

کو نہ کچلا۔ تو اب جو تمہاری مخالفت کے لئے اٹھیں گے۔ وہ احرار سے بھی زیادہ طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں گے۔ تم کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا تم بھی ہر حملہ کے بعد پہلے سے زیادہ قربانیاں کرتے چلے جا رہے ہو۔ اور کیا تمہارا قدم بھی ایثار اور اخلاص میں پہلے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ یا ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔ تم مت دیکھو اس بات کو کہ تمہارا بجٹ پہلے ایک لاکھ کا ہوا کرتا تھا۔ اور اب دو تین یا چار لاکھ کا ہے۔ اس لئے کہ اگر بجٹ زیادہ ہے۔ تو تمہاری تعداد بھی تو بڑھ گئی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ تم میں سے ہر فرد کتنی قربانی کرتا ہے۔ اگر وہ قربانی پہلے سے زیادہ نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔ اگر ایک شخص جس کے پاس اس سال ایک سو روپیہ ہے۔ وہ اس میں سے ایک روپیہ خدا تعالےٰ کی راہ میں دیتا ہے۔ اور اگلے سال دو سو ملنے پر صرف ڈیڑھ روپیہ دیتا ہے۔ تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے قربانی میں ترقی کی۔ ترقی تب ہوتی جب وہ دو سو ملنے پر تین یا چار روپے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا۔ پس اگر تمہیں اپنی قربانیاں زیادہ نظر آتی ہیں۔ تو تمہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ تمہاری جماعت بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور جماعت کی زیادتی کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا کہ جماعت نے قربانیوں میں ترقی کی۔ بلکہ یہی کہا جائے گا۔ کہ جماعت اپنی جگہ پر ٹھہری ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنی قربانی کے پہلے مقام پر کھڑے ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ سے ہلنا بہت معیوب سمجھتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو اللہ تعالےٰ انہیں اس مقام پر کھڑا نہیں رکھیگا۔ اس نے تمہیں بنایا ہے۔ اس لئے کہ تمہیں صحابہ کا مثیل بنائے۔ اس نے تمہیں چنا ہے۔ اس لئے کہ تمہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ صحابہ کی مانند بنائے۔ پس اگر تم اپنے مقام پر کھڑے رہو گے۔ اور نہیں ہلو گے۔ تو جس طرح کند چھری کو سان پر چڑھایا جاتا۔ اور اسے تیز کر کے اس کے زنگ کو دور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ تمہیں رگڑے گا۔ اور اتنا رگڑے گا۔ کہ تمہارا سارا زنگ دور ہو جائے گا۔ تمہارے سپرد اس وقت ایک سبق کا یاد کرنا کیا گیا ہے۔ جس طرح بچے جب اپنا سبق یاد نہیں کرتے۔ تو استاد انہیں مارتا ہے۔ اسی طرح تمہارے خدا نے بھی تمہارے لئے ایک کلاس کھول رکھی ہے۔ اس خدا نے جس طرح پہلے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت کو سبق سکھایا۔ اسی طرح اب وہ تمہیں بھی سبق سکھائے گا۔ اگر تم اپنی مرضی سے سبق یاد کر لو گے تو تمہیں آرام رہیگا۔ اور اگر تم خود گی سے سبق یاد نہیں کرو گے تو

خدا تعالےٰ کی قمچیاں

تمہیں سیدھا کر کے چھوڑیں گی۔ اور جب تک خدا تعالیٰ پھر وہی نور قائم نہ کر دے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نے قائم کیا تھا۔ جب تک صداقت پھر اسی طرح قائم نہ ہو جائے۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قائم تھی۔ جب تک دیانت اسی طرح قائم نہ ہو جائے۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قائم تھی۔ جب تک خدا تعالےٰ کے کلام کا ادب اور احترام اسی طرح قائم نہ ہو جائے جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قائم تھا جب تک قربانی اور ایثار کی وہی روح پیدا نہ ہو جائے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قائم تھی اور جب تک بنی نوع انسان کی شفقت اور محبت کا وہی مادہ تمہارے دلوں میں پیدا نہ ہو جائے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ اس وقت تک وہ دم نہیں لیگا۔ نہیں لیگا اور نہیں لیگا۔ اگر تم اپنی اندرونی تنظیم سے

اپنے آپ کو درست نہ کروگے تو خدا تعالیٰ بیرونی مخالفوں کو تمہاری درستی کے لیے کھڑا کر دے گا۔ اور اگر بیرونی مخالفوں سے تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو خدا تعالےٰ کی قمچیاں تمہاری اصلاح کریں گی ۔اور اگر قمچیوں سے اصلاح نہ ہوئی تو خدا تعالےٰ تمہاری ڈنڈوں سے اصلاح کرے گا اور اگر ڈنڈوں سے اصلاح نہ ہوئی تو خدا تعالےٰ تلواروں سے تمہاری اصلاح کرے گا مگر وہ نہیں چھوڑ ےگا جب تک تمہارے دل کے زنگ دور نہ ہو جائیں جب تک تمہارے اعمال صحابہ والے اعمال نہ ہو جائیں۔

دیکھو دنیوی حکومتوں میں جب جنگ چھڑتی ہے تو جو حکومتیں متمدن میں ادنیٰ ہوتی ہیں ان کی نسبت ہمیشہ یہ خبریں آتی رہتی ہیں کہ ان کا پانچ ہزار سپاہی دشمن کے پانچ سو کے مقابلہ میں ہار گیا۔ یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ اس

پانچ ہزار سپاہی

کی تربیت صحیح رنگ میں نہیں کی گئی تھی۔ مگر دوسرے پانچ سو کی تربیت صحیح رنگ میں کی گئی تھی۔ اور یہ ایک علامت ہوتی ہے حکومت کی فرض شناسی کی۔ اب بتاؤ کہ اگر دنیوی گورنمنٹوں میں سے جو ہوشیار ہوتی ہیں۔ وہ اپنی فوج کی اعلیٰ تربیت کا خیال رکھتی ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی فوج کے سپاہیوں کو تربیت کے بغیر ہی چھوڑ دے۔ پس جب تک تمہارے قلوب میں تغیر نہ ہوگا۔ جب تک تمہارے اندر آگ نہ لگ جائے گی ایسی آگ جو تمام خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دے۔ ایسی آگ جو جہالت سستی بے دینی اور منافقت کا نشان تک مٹا دے۔ اس وقت تک خدا تعالےٰ دم نہیں لے گا۔ اور نہ مخالفین کی مخالفت میں کمی آنے دے گا۔

میں نے گذشتہ سال سے عمداً

تحریک جدید

شروع کی ہے۔ در نہ میں ۲۶-۱۹۲۵ء سے یہ اعلان کرتا چلا آرہا ہوں۔ کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے۔ جس میں شیطان اور رحمٰن کی آخری جنگ مقدر ہے۔ جس میں تمہیں بہت زیادہ ہوشیار اور بیدار ہونا چاہیئے۔ جس میں تمہیں بہت زیادہ قربانیاں کرنی چاہئیں اور جس میں تمہیں بہت زیادہ زور اور توجہ سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا مگر تم نے میری باتوں کو ہنسی میں اڑا دیا۔ تم نے ایک کان سے ان باتوں کو سنا اور دوسرے کان سے نکال دیا۔ مَیں نے تمہیں جگایا مگر تم نے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ لیکن میرا خدا جو آسمان پر ہے۔ اس نے میری باتوں کو سنا۔ اور اس نے تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے احرار کو تم پر مسلط کر دیا پھر اس نے ان کی آواز میں قبولیت پیدا کی۔ لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کیا حتیٰ کہ ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر

دوسرے سرے تک

تمہاری مخالفت میں شور مچ گیا تب وہ آواز جو میری زبان سے تم ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے احرار کے ذریعہ ماننے پر مجبور ہوئے مگر میں کہتا ہوں اب بھی تم جو کچھ سمجھتے ہو وہ بہت کم ہے۔ اس سے بہت زیادہ خطرہ ہے جتنا تم سمجھتے ہو۔ اس سے بہت زیادہ ضرورت ہے بیداری کی۔ جتنی تم سمجھتے ہو۔ اس سے بہت زیادہ ضرورت ہے قربانیوں کی جتنی تم سمجھتے ہو۔ اور اس سے بہت زیادہ ضرورت ہے محبت ایثار اور اخلاص کی جتنی تم سمجھتے ہو۔ اور یاد رکھو جب خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی آواز اٹھتی ہے تو اسے رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر نبی مبعوث کیا۔ نبی بھی کوئی معمولی نبی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز۔ آپ کا مظہر اور آپ کا خلیفہ۔ بڑے آدمیوں کے خلیفے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ اور بڑے بادشاہوں کے نائب بھی بڑے ہوتے ہیں۔

ہمارے بادشاہ ملک معظم

بہت بڑے ہیں۔ چنانچہ دیکھو کتنے راجے اور نواب ہیں جو سرکار کہلاتے ہیں۔ مگر بادشاہ نہیں ان کے نائب وائسرائے کے نام سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے۔ کتنے راجے اور مہاراجے ہیں۔ کہ وائسرائے نہیں۔ پولیٹیکل سکرٹری کے نام سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے کتنے راجے اور مہاراجے ہیں۔ کہ پولیٹیکل سکرٹری نہیں۔ ریذیڈنٹ کا نام لینے سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے۔ پھر کتنے راجے اور مہاراجے ہیں کہ ریذیڈنٹ نہیں ریذیڈنٹ کے نیچے جو سکرٹری ہوتا ہے اسی کا نام لینے سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے وہ ان حکام کی دعوتیں کرتے۔ خاطر و مدارات کرتے اور انہیں خوش رکھنے کے لئے کئی کئی طریق اختیار کرتے ہیں۔ یہ علامت ہے اس بات کی۔ کہ انگلستان کا بادشاہ بہت بڑا ہے پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے خدا تعالےٰ نے

اولین و آخرین کا سردار

قرار دیا۔ جسے افضل الرسل اور خاتم النبیین کہا۔ جس کی غلامی میں بنی نوع انسان کی نجات کو محصور قرار دیا اس کا نائب اور بروز ہونا کوئی معمولی بات ہے جسے خدا تعالےٰ نے سید الکونین قرار دیا جسے خدا تعالےٰ نے سید ولد آدم کہا۔ جسے خدا تعالیٰ نے اپنا محبوب کہا۔ اور جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف محبوب بلکہ محبوب گر کہا۔ جو شخص اس کے نام پر آتا۔ جو شخص اس کے قدم پر آتا اور جو شخص اس کی بروزیت کی چادر اوڑھ کر خدا سے نبی اور رسول کا لقب پاتا ہے کون ہے جو اس کے مقابل پر کھڑا ہو سکے۔ کون ہے جو اس کی بات کو رد کر سکے امن اور سلامتی کی زندگی حاصل کر سکے۔

پس خدا تعالےٰ نے تم میں

نبی بھیجا

بہت بڑا نبی۔ ایسا نبی جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل غلامی کا شرف حاصل تھا۔ اس نے اپنی آواز بلند کی۔ اور دنیا کو خدا تعالےٰ کے قرب کے لئے بلایا۔ اور جب خدا تعالےٰ نے اسے اٹھا لیا۔ جیسا کہ سب انبیاءؑ اٹھائے گئے۔ تو اس کے بعد اس کے خلفاء آئے۔ وہ خلفا بھی ویسا ہی گوشت پوست رکھتے ہیں۔ جیسا کہ عام انسان اور درحقیقت کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا۔ جو گوشت پوست نہ رکھتا ہو۔ پس وہ انسان ہیں تمہارے جیسے مگر بسا اوقات جب خدا تعالےٰ ان کی زبان سے بول رہا ہوتا ہے۔ تو وہ ان کی نہیں۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کی بات

کہلاتی ہے۔ اور جو شخص ان کی بات پر کان نہیں دھرتا۔ وہ اسی طرح خدا تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہوتا ہے جس طرح دنیوی بادشاہوں کے سامنے ان کے نائبوں کی ہتک کرنے والے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ویسے ہی قابل گرفت ہوتے ہیں جس طرح دنیوی بادشاہوں کے سامنے ان کے نائبوں کی ہتک کرنے والے قابل گرفت ہوتے ہیں۔ کس طرح ممکن ہے کہ دنیوی بادشاہ اپنے نائبوں کی ہتک کرنے والے کو سزا دیں لیکن خدا تعالےٰ اپنے نائبوں کی بات پر کان نہ دھرنے والوں کو یونہی چھوڑ دے۔ پس اس کی طرف سے ان کی زبانوں کو برکت دی جاتی ہے اور بسا اوقات جب کوئی فقرہ ان کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے تو گو وہ الہامی الفاظ نہیں ہوتے مگر آئندہ رونما ہونیوالے واقعات کے متعلق خدا تعالےٰ ان میں پیشگوئی رکھ دیتا ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوتی اور لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ پس میں نے قبل از وقت آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک مجلس شوریٰ کے موقع پر میں نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج سے دس سال کے اندر اندر ہندوستان میں ایسا تغیر ہونے والا ہے۔ جو سچ اور جھوٹ کا فرق کھول کر رکھ دے گا اور دنیا پر یہ روشن کر دے گا کہ کس جماعت کو ہندوستان میں زندہ رہنا چاہیئے اور کسی کو نہیں۔ اب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے ساتھ ایک آخری جنگ شروع ہے۔ تمام دنیا تمہاری مخالف ہو رہی ہے اور ہر جھوٹ تمہارے خلاف بولا جاتا ہے اگر آج بھی تم اپنے اندر

تغیر پیدا نہیں کرتے

ایسا تغیر جو تمہاری صورتوں کو بدل دے۔ ایسا تغیر جو تمہارے حالات کو بدل دے اور ایسا تغیر جو تمہارے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت پیدا کر دے تو تم کبھی ان فضلوں اور انعامات کے وارث نہیں ہو سکتے جو صحابہ کو ملے

تم نے احمدیت میں داخل ہو کر آخر کیا لیا

کیا احمدیت کو قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں زمینیں مل گئیں۔ یا احمدیت کو قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں باغات مل گئے۔ یا احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں خطاب اور عہدے مل گئے۔ اگر سوائے اس کے کہ احمدیت میں داخل ہو کر تم نے لوگوں سے گالیاں لیں۔ اور ماریں کھائیں اور کچھ نہیں لیا۔ تو کیا یہی چیز تھی۔ جس کے لینے کے لئے تم احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ اگر یہ عشق کی مار ہے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کوئی قیمتی چیز نہیں۔ اور اگر یہ ذلت کی مار ہے۔ کمزوری کی مار ہے تو اس سے بڑھ کر ذلیل بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ انسان کی نہ اپنوں کی نگاہ میں عزت رہے۔ نہ بیگانوں کی نگاہ میں۔ پس اس حقیقت کو سمجھو۔ اور اور ان حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ جن میں اس وقت تم مبتلاء ہو۔ اور چاہئے کہ

تم میں سے ہر شخص عہد کرے

کہ وہ دنیا کے لئے ایسا ہی اہم وجود بن کر رہے گا۔ جیسے قطب ستارہ اہمیت رکھتا ہے سورج کتنا بڑا ہے۔ مگر وہ قطب کی طرف جھکا ہوا ہے۔ زمین کتنی بڑی ہے۔ مگر وہ قطب کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ ستارے کتنے بڑے ہیں۔ مگر وہ سب قطب کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ گویا قطب کے سامنے ہر ایک ستارے اور سیارے کو مؤدب ہو کر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ پس جب تک تم اللہ تعالےٰ کے لئے اپنے دل میں اتنا عشق اور اتنی محبت پیدا نہیں کرتے۔ کہ دنیا تمہارے سامنے اپنا سر جھکا کر چلے۔ اور وہ مجبور ہو کر تمہاری طرف مائل ہو۔ اس وقت تک تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ اور

مت سمجھو کہ قطب بننا کوئی مشکل بات ہے

ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت تم کامل نیکی کا ارادہ کر لو۔ اور جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو۔ تو تم قطب بن چکے ہو۔ ہو سکتا ہے۔ تم رات کو سوتے وقت کامل ایثار و قربانی والا عشق اپنے اندر پیدا کر لو۔ اور جب صبح ہو تو تمہیں قطب کا مقام حاصل ہو چکا ہو۔ اللہ تعالےٰ کی دین سے مایوس مت ہو۔ کہ جب وہ دینے پر آتا ہے۔ تو ایک ساعت میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ

غارِ حرا میں مکہ کا ایک غریب عرب

بیٹھا اپنے ملک کی حالتِ زار پر آنسو بہا رہا تھا۔ اور اس کی ترقی کے وسائل پر غور کر رہا تھا۔ تو ایک ہی سیکنڈ میں اسے اللہ تعالےٰ نے کیا سے کیا بنا دیا۔ جب وہ حرا میں داخل ہوا۔ تو وہ صرف مکہ کا ایک غریب باشندہ تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے مقدس ہاتھ کے چھونے کے بعد جب وہ غارِ حرا سے باہر نکلا۔ تو

بادشاہوں کا بادشاہ اور نبیوں کا سردار

تھا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ

قادیان کی گمنام بستی کا ایک گمنام مغل

جس کی اپنی حالت یہ تھی۔ کہ قادیان کے رہنے والے باشندے بھی اس کی شکل تک سے ناواقف تھے۔ وہ ایک دن اپنے حجرہ میں بیٹھا دنیا کی بے دینی پر غور کر رہا۔ اور مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو دیکھ دیکھ کر رنج والم سے کباب ہو رہا تھا کہ خدا تعالےٰ نے اسے کیا سے کیا بنا دیا۔ جب وہ حجرہ میں گیا۔ تو اس وقت ایک تباہ شدہ مغل خاندان کا ایک غریب اور گمنام فرد تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کے بابرکت ہاتھ کے چھونے کے بعد جب اس نے حجرہ سے باہر قدم نکالا۔ تو وہ

اقلیمِ روحانیت کا بادشاہ

تھا۔ خود خدا تعالےٰ نے عرش سے اسے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ دیکھ میں نے تجھے برکت دی۔ اب بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا تم نے اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو دیکھا۔ تم نے اپنی آنکھوں سے پل بھر میں کچھ کا کچھ بنتے دیکھا پھر تم کیوں خدا تعالےٰ کی رحمتوں سے مایوس ہو گئے۔ اور کیوں تم قربانی کرنے سے ڈر گئے۔ تمہاری قربانیوں کی تو اتنی بھی حقیقت نہیں۔ جتنی اس بڑھیا کی تھی۔ جو یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے روئی کا گالا لیکر گئی تھی۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ وہ بڑھیا جب روئی کا گالا لیکر حضرت یوسفؑ کی خریداری کے لئے گئی۔ تو لوگ اس کی نادانی پر ہنسے۔ لیکن عشق نے ادب سے اس کا دامن تھام لیا۔ عشق بھی اس کے فعل پر ہنسا۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ اس نے نادانی کا فعل کیا۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے کہا۔ میں نے آج

چھوٹے اور بڑے کا امتیاز

مٹا کر رکھدیا ہے۔ مگر اس بڑھیا کی روئی کا گالا تو ناکام واپس آیا۔ کیونکہ یوسفؑ ایک ہی کے ہاتھ بک سکتا تھا۔ اور اس کے لئے سب سے اچھا گھر چنا گیا مگر ہمارا خدا غیر محدود ہے۔ وہ اپنے ہر طالب کے گھر میں جا سکتا ہے۔ پھر وہ رحمان اور رحیم ہے۔ وہ بڑھیا روئی کا ایک گالا لیکر گئی تھی۔ اور ناکام واپس آئی۔ مگر تم اخلاص کے ساتھ اگر روئی کا ایک پھاہا بھی لیکر جاؤ گے۔ تو خدا تمہاری اس قربانی کو قبول کرے گا۔ اور وہ کہیگا۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اب میں تمہارا ہو چکا۔ خدا تعالےٰ کی قیمت کون لگا سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اس کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا۔ اور خالق ہے تمام مخلوق کا۔ لیکن ساتھ ہی اس کا رحم اتنا وسیع اور اس کا فضل اتنا عالمگیر ہے۔ کہ جب تم معمولی سی قربانی کرکے بھی اس کے حضور جاؤ۔ تو وہ تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ پس کیوں تم اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس ہو گئے۔ کیوں تمہارے دلوں میں افسردگی کی تاریکی آگئی۔ تمہاری کسی چیز کی خدا کو ضرورت نہیں۔

صرف تمہارے دل کی خدا کو ضرورت ہے

ایک محبت رکھنے والے دل کی۔ ایک عشق رکھنے والے دل کی۔ ایک درد رکھنے والے دل کی۔ تب خدا تمہارا ہو جائے گا۔ اور تب تم وہی کہو گے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا۔ کہ ؎

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

پس تمہارے لئے خدا تعالےٰ نے بڑی سے بڑی نعمت مہیا کر دی ہے۔ اور وہ اس کا اپنا وجود ہے۔ جو اس نے تمہارے سامنے رکھدیا۔ وہ کہہ رہا ہے۔ کہ آؤ۔ اور مجھے لے لو۔ اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں صرف اخلاص اور محبت رکھنے والے دل کی ضرورت ہے۔ وہ پیدا کرو۔ آج کیا یا کیوں یا کیسی یا کس طرح کا کوئی سوال نہیں۔ اب کوئی شخص یہ نہیں پوچھ سکتا۔ کہ کیسی قربانی کی ضرورت ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کیوں قربانی کریں۔ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ اب ہم کیا کریں۔ اور کس طرح کریں۔ آج تم سے یہ مطالبہ ہے۔ کہ تم کہو۔ کہ تمہارا سب کچھ حاضر ہے۔ اُسے قبول کر لیا جائے جب تم سچے دل سے یہ بات کہنے پر تیار ہو جاؤ گے تو خدا تعالےٰ کے فضل تم پر نازل ہوں گے

بے انتہا فضل

نازل ہونگے۔ اتنے بڑے بڑے فضل نازل ہونگے کہ آئندہ زمانہ میں آنے والے لوگ تم پر رشک کرینگے۔ نہ صرف عام لوگ رشک کرینگے۔ بلکہ بڑے بڑے سردار رشک کرینگے۔ اور نہ صرف بڑے بڑے سردار رشک کرینگے۔ بلکہ بڑے بڑے بادشاہ تم پر رشک کرینگے۔ اور کہینگے کاش ان سے سب کچھ لے لیا جاتا اور انہیں تمہارے ساتھ بغیر دریوں کے فرش پر بیٹھکر یہ باتیں سننے کا موقعہ میسر آتا۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اس

تحریک کے ہر شعبہ میں بڑھ چڑھکر حصہ لو

جو میں نے تمہارے سامنے پیش کی۔ اور یاد رکھو یہ پہلا قدم ہے۔ جو تمہیں اٹھانے کے لئے کہا گیا۔ اور اپنے دل سے یہ خیال نکال دو۔ کہ تمہارے لئے دنیا میں کوئی آرام کا موقع ہے۔ عاشق کے لئے کوئی آرام نہیں ہوتا سوائے معشوق کے مل جانے کے۔ میں تمہیں

عشق الٰہی

ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھاتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کی جنگ میں ایک عورت کو دیکھا۔ جو دیوانہ وار ادھر ادھر پھر رہی تھی۔ اور لڑائی کی پروا نہ کرتے ہوئے اضطراب کے ساتھ کبھی ایک طرف جاتی۔ کبھی دوسری طرف۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا۔ اور آپ کا دل جو محبت کا لازوال خزانہ تھا۔ کیفِ عشق سے لبریز ہو گیا۔ آپ نے صحابہ سے کہا۔ تم نے دیکھا۔ یہ عورت کس اضطراب سے ادھر ادھر پھر رہی ہے۔ اس کا بچہ گم ہو گیا ہے۔ اور یہ اس کو تلاش کر رہی ہے۔ اس وقت نہایت خونریز لڑائی جاری تھی۔ بڑے بڑے جری اور بہادر سپاہی مسلمانوں کی تلواروں کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ اور مکہ کے وہ صنادید جنہیں اپنے زورِ بازو پر ناز تھا۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اپنی سواریوں کو ایڑیاں مار مار کر

بدر کے میدان سے بھگا کر دور لیجانا چاہتے تھے عین اس حالت میں وہ ضعیف دل عورت تلواروں کے سایہ کے نیچے بھاگتی ہوئی اپنے گمشدہ بچہ کی جستجو کر رہی تھی۔ یہ نظارہ کوئی معمولی نظارہ نہ تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے دیکھا۔ اور آپ اس سے متاثر ہوئے۔ اور آپ نے صحابہ کو بھی یہ نظارہ دکھایا۔ آخر جستجو کرتے کرتے اس عورت کو اس کا بچہ مل گیا۔ اس نے اسے اُٹھا لیا۔ اور محبت اور پیار سے اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔ وہ بھول گئی اس بات کو کہ یہ بدر کا مقام ہے۔ جہاں خونریز جنگ ہو رہی ہے۔ وہ بھول گئی اس بات کو۔ کہ اس جنگ میں اس کے بھائی بند قتل ہو کر ڈھیر ہو رہے ہیں۔ وہ بھول گئی اس بات کو کہ اس کے عزیز اور اس کے ہم وطن چاروں طرف زخمی ہو کر تڑپ رہے ہیں۔ وہ بھول گئی اس بات کو کہ اس کی قوم کے سردار سر تا پا خون سے لتھڑے ہوئے بھاگتے ہوئے لشکر کو سمیٹنے کی کوشش میں مشغول ہیں۔ وہ بھول گئی اس بات کو کہ اس کی قوم کی عزت خاک میں ملائی جا رہی ہے۔ وہ بھول گئی اس بات کو کہ وہ اس وقت کہ میں امن سے نہیں بیٹھی ہوئی بلکہ بدر کے میدان میں چاروں طرف سے اپنی قوم کے دشمنوں سے گھری ہوئی ہے۔ وہ ان سب باتوں کو بھول گئی اور اسے صرف یہ بات یاد رہی۔ کہ اسے اس کا بچہ مل گیا ہے۔ مگر یہ اطمینان اسے کب حاصل ہوا؟ جب اسے اس کا بچہ مل گیا اس سے پہلے اس نے کوئی آرام نہیں کیا۔ کسی بات سے تسلی نہیں پائی۔ کسی خوف نے اسے نہیں ڈرایا۔ اب میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا

ہماری محبت

اللہ تعالٰے سے اتنی بھی نہیں۔ جتنی اس عورت کو اپنے بچہ سے تھی۔ کیا جس طرح وہ عورت تمام خطرات سے غافل ہو کر اپنے بچہ کی تلاش میں مشغول تھی۔ اسی طرح ہم اپنے ازلی ابدی محبوب کی تلاش میں نہیں لگ سکتے۔ اور کیا ذرا ذرا سا خطرہ اور چھوٹی چھوٹی قربانی ہمیں ڈرا دیتی ہے۔ یا بغیر اس کے کہ وہ پیارا ہمیں ملے۔ ہم تسلی پا کر بیٹھ جاتے ہیں اور بغیر اس کے کہ اس کا دیدار ہمیں حاصل ہو۔ ہم جدوجہد کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو لعنت ہے ہمارے عشق پر اور لعنت ہے ہماری محبت پر:

زعمائے احرار کا قادیان میں نماز جمعہ پڑھنے پر بیہودہ اصرار

قابلِ توجہ گورنمنٹ پنجاب

مسٹر مظہر علی جنرل سیکرٹری مجلس احرار کا یہ اعلان کہ قادیان جانے سے ہمارا مقصد وحید یہ تھا۔ کہ نماز جمعہ قادیان میں ادا کی جائے۔ اور احرار کا موجودہ اعلان کہ وہ ۶ دسمبر کو قادیان میں خالص جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جمع ہونگے‘‘ اہلِ دانش کے نزدیک فساد انگیزی اور فتنہ سامانی کے لئے ایک نیا بہانہ ہے۔ کیونکہ

اول۔ قادیان احرار کے نزدیک مقدس مقام نہیں ہے۔ کہ سمجھا جائے۔ وہ بغرض حصول ثواب یہاں آ کر نماز جمعہ ادا کرینگے۔

دوم۔ احادیث میں صاف تصریح ہے۔ کہ حصول ثواب کی نیت سے سوائے تین مساجد کے اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور وہ تین مسجدیں یہ ہیں مسجد الحرام۔ مسجد نبویؐ۔ اور مسجد اقصٰے۔ اور شیعوں کے نزدیک انکے سوا مسجد کوفہ بھی ہے۔

سوم۔ میں نے اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۲۶ نومبر ۳۵ء میں احادیث سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مسافر پر جمعہ کی نماز واجب نہیں فقہ حنفی میں بھی ایسی تصریح ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے ’’ولا تجب الجمعة على مسافر ولا امرأة‘‘ (ہدایہ جلد ا صفحہ ۱۶۱) کہ جمعہ مسافر اور عورت پر واجب نہیں ہے۔ اسی طرح شیعوں کی احادیث میں لکھا ہے۔ کہ امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جمعہ کی نماز پانچ شخصوں پر واجب نہیں۔ وہ پانچ شخص یہ ہیں۔ بیمار۔ غلام۔ مسافر۔ عورت اور بچہ (التہذیب جلد ا صفحہ ۱۸۸)

رسالہ فقہ علامہ مجلسی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۸ پر مرقوم ہے ’’واجبست نماز جمعہ بر مرد بالغ۔ عاقل آزاد کہ مسافر نہ باشد‘‘ کہ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔

اب احرار کے خود ساختہ امیر شریعت مولوی عطاء اللہ اور مسٹر مظہر علی جنرل سیکرٹری مجلس احرار بتائیں۔ کہ وہ شریعت محمدیہ کے کونسے حکم کے ماتحت جمعہ کی نماز امرتسر اور لاہور میں تو ادا نہیں کرتے۔ جو ان کے وطن اور انکی قیامگاہ ہیں۔ لیکن جہاں ان پر سفر کی حالت میں نماز جمعہ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ وہاں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ ایں چہ بو العجبی است

پس اگر ان کی غرض نماز جمعہ کا ادا کرنا ہے تو یہ امرتسر اور لاہور میں بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔ قادیان آنا سوائے فتنہ انگیزی کے اور کوئی مطلب نہیں رکھتا۔

چہارم۔ یہ بھی دیکھنا چاہئیے۔ کہ کیا قادیان میں احرار کی نماز جمعہ درست بھی ہے یا نہیں کیونکہ فقہ حنفیہ میں صاف طور پر لکھا ہے۔ ’’ولا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القرٰی‘‘ کہ جمعہ کی نماز سوائے اس شہر کے جو جامع ہو۔ یا شہر کی عیدگاہ میں اور کہیں درست نہیں۔ اور دیہات اور قصبات میں جمعہ جائز نہیں۔

اور مصر جامع کی یہ تعریف لکھی ہے۔ ’’والمصر الجامع کل موضع له امیر و قاضی ینفذ الاحکام ویقیم الحدود‘‘ (ہدایہ جلد ا صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ نولکشور) کہ مصر جامع ہر اس جگہ کو کہا جاتا ہے۔ جہاں ایک امیر ہو۔ اور ایک قاضی ہو۔ جو احکام اور حدود شرعی کا نفاذ کرے۔

اسی طرح شیعوں کی حدیث کی کتاب تہذیب ہے یہ لکھا ہے کہ وجوب جمعہ کے متعلق امام اور قاضی کا موجود ہونا ضروری ہے۔ پس فقہ حنفی اور فقہ شیعی کے مطابق احرار کی قادیان میں نماز جمعہ ہرگز درست ہی نہیں۔ خاصکر اس حالت میں جبکہ وہ علانیہ طور پر اخباروں میں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ قادیان میں احمدیوں کی حکومت ہے۔ پس اگر ان کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ تو

حاجیوں کے جہازوں کے متعلق اعلان

بسلسلہ اعلان مندرجہ الفضل ۱۲ نومبر سیکرٹری پنجاب پراونشل حج کمیٹی کی طرف سے مزید اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ میسرز ٹرنر مارلیسن اینڈ کو بمبئی کا جہاز ’’اسلامی‘‘ بمبئی سے جدہ کے لئے ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء کو اور کراچی سے ۱۶ دسمبر ۳۵ء کو روانہ ہوگا۔ ماہِ رمضان کے بعد مندرجہ ذیل جہاز روانہ ہونگے:

بمبئی سے ’’اسلامی‘‘ اندازاً ۱۴ جنوری ۱۹۳۶ء کو کراچی سے ’’اکبر‘‘ اندازاً ۱۴ جنوری ۳۶ء کو۔ کلکتہ سے ’’جہانگیر‘‘ اندازاً ۳۰ جنوری ۳۶ء کو وسط فروری ۳۶ء تک حاجیوں کے جہاز کثرت سے روانہ ہوتے رہینگے: (ناظر عامہ۔ قادیان)

پھران کی قادیان میں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی
پنجم۔ احرار کے جنرل سکرٹری مسٹر مظہر علی
اور صدر مجلس مولوی حبیب الرحمٰن اور ان کے
رفیق مولوی عطاء اللہ اور ان کے وزیر
خاص چودھری افضل حق قادیان آکر جمعہ کی
نماز کس کے پیچھے پڑھیں گے۔ اس کے متعلق
دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ مسٹر مظہر علی
صاحب کو اپنا امام بنائیں گے یا پھر ان تین میں سے
کسی ایک کو امام بنایا جائیگا اگر مظہر علی امام
ہوں تو سنی المذہب کسی شیعہ امام کے پیچھے
نماز جمعہ نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ شیعہ امام اپنے
طریق پر نماز پڑھائے گا۔ نیز کتب عقائد میں
لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہما کی خلافت کا منکر کافر ہے۔ اور وہ سنیوں
کا امام نہیں ہو سکتا جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں
ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ "ولو انکر احد خلافۃ
الشیخین یکفر" (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر
صہ ۱۴۱) یعنی اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر رضؓ
و حضرت عمر رضؓ کی خلافت حقہ کا انکار کرے
تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اس صورت میں جب کہ مسٹر مظہر علی
جنرل سکرٹری مجلس احرار جو بوجہ شیعہ ہونے
کے نہ صرف حضرت ابوبکر رضؓ و حضرت عمر رضؓ
کی خلافت راشدہ ہی کے منکر ہیں بلکہ ان
حضرات رضی اللہ عنہما کو نعوذ باللہ کافر۔
ظالم۔ غاصب۔ منافق۔ ہامان فرعون اور
سامری سمجھتے ہیں۔ اور اپنے ائمہ اہل بیت کی
تفسیر کے مطابق ان بزرگوں کو جبت اور طاغوت
بھی مانتے ہیں۔ جیسا کہ حیات القلوب جلد ۲
صہ ۷ میں مرقوم ہے کہ "حضرت امام محمد باقر
فرمود مراد بجبت و طاغوت دو بت منافقاں اند
ابوبکر و عمر" کہ جبت و طاغوت سے
مراد منافقوں کے دو بت یعنی ابوبکر اور عمر
ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس ایسے ملعون عقیدہ والا شخص سنیوں
کا امام کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اگر مولوی عطاء اللہ
یا مولوی حبیب الرحمٰن وغیرہ میں سے کوئی
امام بنے گا۔ تو مسٹر مظہر علی اس کی اقتداء میں
نماز نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ شیعوں کے نزدیک
امام کا شیعہ ہونا ازبس ضروری ہے چنانچہ
جامع عباسی میں جو مجتہد العلماء و نائب امام
سید اسماعیل کی تصنیف ہے۔ اور سید علی
الحائری مجتہد لاہور کی فرمائش پر دوبارہ
مطبع نامی میں طبع ہوئی ہے۔ لکھا ہے۔
"نماز جماعت مشروط است بچہار دہ شرط
... دوم آنکہ شیعہ اثنا عشری باشند"
کہ نماز باجماعت چودہ شرطوں سے مشروط
ہے ان میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ امام
و مقتدی دونو شیعہ اثنا عشری ہوں۔ اسی
طرح رسالہ فقہ مؤلفہ علامہ مجلسی کے صہ ۲۷
پر لکھا ہے۔ کہ امام میں بارہ صفات کا پایا
جانا ضروری ہے۔ "بلوغ و عقل و طہارت
مولد یعنی ولد الزنا نباشد و ایمان و عدالت"
وغیرہ کہ امام کے لئے بالغ عاقل ہونا شرط
ہے۔ اور اس بات کی بھی تحقیق ضروری ہے
کہ وہ ولد الزنا نہ ہو۔ اندریں حالات
صدر مجلس احرار۔ یا مولوی عطاء اللہ شاہ
وغیرہ میں سے کوئی بھی امام ہو۔ شیعی نقطہ
نگاہ سے اس امر کا یقینی طور پر جان لینا
ضروری ہوگا۔ کہ وہ حلال زادہ ہے اور
حرامی نہیں ہے۔ تاکہ جنرل سکرٹری مجلس احرار
کی ان کی اقتداء میں نماز ضائع نہ ہو۔

شیعی نقطہ نظر سے ہم پہلے بھی ایک
نوٹ میں احرار کے جنرل سکرٹری سے یہ
سوال کر چکے ہیں۔ کہ ان کی کتب احادیث
میں لکھا ہے۔ کہ سوائے شیعوں کے سب
اولاد بغایا ہیں۔ یعنی مطابق ترجمہ احرار
حرامزادے ہیں' اور یہ کہ قیامت کے
روز سب کو ان کی ماؤں کے نام سے
پکارا جائے گا۔ لیکن شیعوں کو ان کے
باپوں کے نام سے بلایا جائے گا۔ کیونکہ وہ
حلال زادے ہیں۔ اس لئے وہ بتائیں کیا
ان کے نزدیک مولوی حبیب الرحمٰن اور
عطاء اللہ صاحب حلال زادے ہیں؟ لیکن
انہوں نے ہمارے اس سوال کا ابھی تک
کوئی جواب نہیں دیا۔ اور حدیث الساکت
عن الحق شیطان اخرس کی بھی پروا
نہیں کی چونکہ اب تک انہوں نے کوئی جواب
نہیں دیا۔ اس لئے ہمیں پھر یہ سوال کرنا پڑا
کہ کیا مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی عطاء اللہ
ایسے لوگ ان کے مذہب شیعہ کے مطابق
ان کے امام بن سکتے ہیں؟ اگر امام بن سکتے
ہیں تو اس کا اعلان کریں۔ ورنہ سمجھا جائیگا
کہ ان کا عقیدہ مولوی حبیب الرحمٰن اور
عطاء اللہ صاحب بخاری وغیرہ کے متعلق
وہی ہے جو ان کی کتب میں مرقوم ہے۔

پس لاہور یا امرتسر میں تو احرار اپنی
اپنی مساجد میں نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں
جہاں ان پر ادا کرنا فرض اور واجب ہے
لیکن قادیان میں وہ سب ایک ہی جگہ مل کر
نماز جمعہ اپنے دو مختلف مذہبوں کے
مطابق ادا نہیں کر سکتے۔ مندرجہ بالا تنقیحات
پر نظر ڈالنے سے ہر ایک عقلمند بخوبی جان
لے گا۔ کہ احرار کا قادیان میں نماز جمعہ
ادا کرنے پر اصرار کرنا سوائے فساد انگیزی
کے اور کوئی غرض نہیں رکھتا۔ اور "مجاہد"
مورخہ ۲۷ نومبر کا یہ اعلان کہ قادیان اور
مضافات قادیان کے مسلمانوں نے فیصلہ
کیا ہے۔ کہ جب تک سید عطاء اللہ شاہ
بخاری قادیان آکر امامت نہ فرمائیں گے۔
اس وقت تک ہم نماز جمعہ ادا نہیں کریں گے۔
کیونکہ ہم ان کے پیچھے نماز کی نیت کر چکے
ہیں۔" ایک لایعنی اور مضحکہ خیز بات ہے
کیونکہ شریعت محمدیہ میں ان باتوں کا کوئی
ثبوت نہیں۔ جس نماز جمعہ کی نیت انہوں
نے مولوی عطاء اللہ کے پیچھے باندھی تھی جبکہ
وہ لاہور میں تھے وہ گذر چکی ہے۔ اور
وہ نیت بھی یقینی طور پر اسی نماز جمعہ کے
ساتھ چلی گئی۔ پس مندرجہ بالا دلائل سے
ثابت ہے۔ کہ احرار کی نیت جمعہ کی نماز
پڑھنا نہیں۔ بلکہ اس کی آڑ میں فتنہ انگیزی ہے
ہم گورنمنٹ سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ
احرار کو مزید شرارت و فتنہ انگیزی کا موقع
نہیں دے گی۔ اور ان کے اس اعلان
سے کہ جمعہ کی نماز سے روکنا مداخلت
فی الدین ہے ہرگز مرعوب نہیں ہوگی۔
کیونکہ مداخلت فی الدین اس صورت میں
ہو سکتی ہے۔ جب کہ امرتسر اور لاہور
والوں کو ان کی مساجد میں نماز ادا کرنے
سے روک دیا جائے۔ اور قادیان والوں
کو قادیان کی مسجد میں نماز جمعہ سے روکا
جائے۔ خاکسار۔ جلال الدین شمس

الفضل کے معاونین خصوصی

مکرمی منشی محبوب عالم صاحب سائیکل
ڈیلرز نیلہ گنبد لاہور الفضل کی
توسیع اشاعت میں خاص دلچسپی لے
رہے ہیں۔ اس وقت تک جتنے خطبات
نمبر نکلے ہیں۔ ان کی کئی کئی کاپیاں
وہ تقسیم کر چکے ہیں۔ اور اب انہوں
نے آٹھ اشخاص کے نام خطبہ نمبر جاری
کرایا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے
خیر عطا کرے۔ ان کے علاوہ مولوی
غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل مبلغ
مقیم لاہور نے تین خریدار دیئے ہیں۔
احباب ان کی دینی و دنیوی ترقی کے
لئے دعا فرمائیں۔ اور خود بھی الفضل کی
توسیع اشاعت کا خاص خیال رکھیں۔ کیونکہ
الفضل تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔
مینیجر

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں سیرت النبیؐ کے عظیم الشان جلسے

رسول کریمؐ کی تعریف میں غیر مسلم معززین کی مخلصانہ تقریریں

کلکتہ

کلکتہ ۲۵ر نومبر۔ سید کریم بخش صاحب کلکتہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے کل البرٹ ہال میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ نہایت تزک و احتشام سے منعقد کیا گیا۔ ہال مختلف مذاہب کے معززین اور تعلیم یافتہ اصحاب سے بھر گیا۔ ہزاروں لوگوں کو قلت جگہ کی وجہ سے مایوس ہو کر واپس جانا پڑا۔

ڈاکٹر کالیداس صاحب ناگ ایم۔ اے ڈاکٹر آف لٹریچر کلکتہ یونیورسٹی جلسہ کے صدر منتخب ہوئے۔ مقررین میں سے قابل ذکر اصحاب مسٹر اردشیر ڈین شا۔ پروفیسر ہمایوں کبیر صاحب۔ مسٹر نرا پرودا چکراورتی۔ مس پنیا لیکھا چکراورتی۔ مولوی دولت احمد خاں صاحب بی۔ ایل۔ بیگم فرخ سلطانہ صاحبہ۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ لیڈی ایڈووکیٹ کلکتہ ہائی کورٹ اور مولوی محمد یار صاحب عارف مولوی فاضل احمدی مبلغ تھے۔

جب مسٹر ڈین شاہ جو ایک مشہور پارسی ہیں۔ تقریر کے لئے اٹھے۔ تو لوگوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔ کس قدر خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی جماعت جسے جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیغام تمام دُنیا کو پہونچانے کے لئے افریقہ امریکہ۔ انگلینڈ اور دوسرے ممالک میں اپنے مبلغ بھیجتی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ مذہب اسلام عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اسلام کا بڑا اصل حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر ایمان لانا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو کامل اتحاد کی تعلیم دی ہے۔ اور خدا کے نیک بندے بننے کے طریق بتائے۔ انکی زندگی انکا اٹھنا بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا۔ غرضکہ ہر کام اسی اصل کے قیام کے لئے تھا۔ پروفیسر ہمایوں کبیر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی تعلیم ہر ملک اور ہر علاقہ کے لوگوں کے لئے ہے۔ رواداری اور بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی اسلامی تعلیمات کا لازمی جزو ہیں۔ مولوی محمد یار صاحب عارف نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام ان رسولوں پر ایمان لائیں جو ہر ملک اور ہر زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ نیز کہا۔ مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان کسی رنگ کی مذہبی منافرت نہیں ہونی چاہئے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی تعلیم کی عظمت بیان کی۔

صاحب صدر نے اختتامی تقریر کرتے ہوئے کہا۔ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مشن ایک عالمگیر مشن تھا آپؐ صرف عرب کے لوگوں کے لئے ہی مبعوث نہیں ہوئے۔ بلکہ آپؐ کی بعثت کا مقصد تمام دنیا کی اصلاح کرنا تھا۔ آپ کی تعلیم انسانی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے

تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ریگستان عرب کا یہ باشندہ تمام دنیا کے لئے روح رواں تھا۔ آپ نے کامل مساوات اور عالمگیر اخوت کی تعلیم دی ہے۔ بنی نوع انسان کا سب سے بڑا اور مایہ ناز ورثہ صلح و اتحاد اسلام کی جان ہے۔

حاضرین میں بہت سے معززین موجود تھے۔ جن میں سے آنریبل چیف جسٹس عدالت عالیہ کلکتہ۔ کمار سر اڈنڈ نرائن رائے۔ پروفیسر نیولا۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب ایم اے۔ پروفیسر ایچ ڈی گھوش۔ مسٹر اور مسز محمود صفہانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غرضیکہ سیرت النبی کا جلسہ باوجود بعض مخالفین کی شرارتوں کے نہایت کامیاب رہا۔ اور بلحاظ شان و شوکت گذشتہ تمام جلسوں پر سبقت لے گیا۔ کمشنر صاحب پولیس نے قیام امن کے لئے نہایت عمدہ انتظامات کر رکھے تھے

ڈھاکہ

ڈھاکہ ۵ نومبر۔ جائنٹ سکرٹری بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کل کرزن ہال (ڈھاکہ یونیورسٹی) میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا۔ یونیورسٹی کے معزز رکن ڈاکٹر آر۔ سی۔ مجمدار جلسہ کے صدر تھے۔ مختلف مذاہب کے معززین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور آپ کی پاکیزہ تعلیم پر دلچسپ تقریریں کیں۔ مقررین میں سے مسٹر سچانادا رائے پرنسپل کمار ایڈیسا گرلز کالج۔ سری مکتا اشارینی رائے پرنسپل۔ نری شکتا مندیر گوبا۔ رشی چندرا لنگ ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ مسٹر پی۔ کے۔ گوبا۔ پروفیسر ڈھاکہ یونیورسٹی قاضی منظر حسین صاحب لیکچرار ڈھاکہ یونیورسٹی اور خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب چودہری انسپکٹر آف سکولز قابل ذکر ہیں۔ صاحب صدر اور دیگر مقررین نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی غرض وغایت کی تعریف کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہندوستان کے اس نازک دور میں اس قسم کے جلسے منعقد کرنے اور اس طرح مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان صلح و آشتی کی بنیاد ڈالنے کے لئے جماعت احمدیہ واقعی تعریف کی مستحق ہے۔

رنگون

رنگون ۲۵ نومبر۔ شیخ محمد سعید صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رنگون بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

آج سونی رام ہال رنگون میں جماعت احمدیہ رنگون کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جناب مسٹر قاسم احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی جلسہ کے صدر مقرر ہوئے۔ مختلف مذاہب کے لوگ کثیر تعداد میں شامل جلسہ تھے۔ مسٹر ڈی۔ اے۔ اینگ داسار یہ بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ رنگون۔ مسٹر این۔ اے۔ نگ ناتھن رفیرا۔ جی۔ ڈی۔ اے۔ اور مولوی احمد خانصاحب نسیم مولوی فاضل نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں۔ حاضرین تقریروں سے بہت محظوظ ہوئے۔ پہلے دو مقررین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق اور اعلےٰ عادات بیان کئے۔ مولوی احمد خان صاحب نے آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور تقریر کے اختتام پر کہا۔ کاش کہ دنیا کی اقوام دشمنوں کے ساتھ سلوک کے متعلق اسلامی نظریہ سے استفادہ کریں۔ تاکہ دنیا ظالموں سے پاک ہو جائے۔ اور مظلوم امن اور چین کی زندگی بسر کر سکیں۔

جماعت احمدیہ رنگون ان تمام اصحاب کا خصوصاً مسٹر قاسم احمد صاحب۔ مسٹر ڈی۔ اے۔ اینگ دارساریہ اور مسٹر این اے نگ ناتھن کا جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔ شکریہ ادا کرتی ہے۔

ضرورت

ایک سرکاری محکمہ میں گریجوایٹس کی خدمات کی عنقریب ضرورت ہوگی۔ خواہشمند احباب مع نقول سرٹیفکیٹس اپنی درخواستیں مقامی عہدیداران کی معرفت دفتر ہذا میں بھجوا دیں درخواستوں پر سرنامے کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ اور تصدیق درخواست پر نہیں بلکہ علیحدہ کاغذ پر ہونی چاہیئے۔ ناظر امور عامہ

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

اٹلی اور ابی سینیا کی جنگ کی خبریں

عدیس آبابا ۲۶ نومبر۔ ابیا الاگی کے جنوب میں حبشی افواج اطالوی محاذ کی جانب بڑھ رہی ہیں۔ اطالوی سپاہی ان کی پیش قدمی سے سخت ہراساں ہیں۔ ابیا الاگی کے شمالی علاقہ میں ایک اطالوی دستہ مارچ کر رہا تھا۔ کہ قبائلی لشکر نے پہاڑوں پر سے تیر اور گولیاں چلائیں۔ جن سے تین صد اطالوی ہلاک ہوئے۔ جب اطالوی دستہ پسپا ہو رہا تھا۔ تو جنوبی پہاڑوں سے ایک حبشی دستہ نے مشین گنوں سے فائر کئے۔ سخت خونریز جنگ کے بعد اطالوی سپاہی بہت سا سامان حرب چھوڑ کر بھاگ گئے۔

روما ۲۶ نومبر۔ سمالی لینڈ کے محاذ پر حبشی اور اطالوی افواج میں جنگ ہوئی۔ جس میں حبشہ کے ایک سو سپاہی اور اٹلی کے چار سپاہی ہلاک ہوئے۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت حبشہ کے پاس اس وقت پانچ کروڑ پونڈ اسلحہ خریدنے کے لئے موجود تھا سب لنڈن بھیج دیا گیا ہے۔ جہاں سے کچھ روپیہ سوئٹزرلینڈ اور پیرس وغیرہ کو بھی اسلحہ کی خرید کے لئے بھیجا گیا ہے۔

عدیس آبابا ۲۶ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سلطان اوسا جس کے متعلق حکومت اٹلی کا دعویٰ ہے کہ وہ اٹلی کے ساتھ مل گیا ہے۔ ابھی تک شاہ حبشہ کا وفادار ہے۔

ھرار ۲۶ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ دنوں جب شاہ حبشہ جگیگا میں گئے تو وہاں انہوں نے ایک سردار کو اس لئے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ کہ اس نے دشمنوں کے مقابلہ میں بزدلی دکھائی تھی۔

اسمارہ ۲۶ نومبر۔ معلوم ہوا ہے حبشی افواج اطالوی فوجوں پر جوابی حملہ کی تیاری کر رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راس سیوم نے اندرسونی پر قبضہ کر لیا ہے۔

پشاور ۲۶ نومبر۔ افغانستان میں پہلی دفعہ کاغذی سکہ رائج کیا گیا ہے۔ شاہ افغانستان نے ریونیو منسٹر کو اختیار دیا ہے۔ کہ وہ بلا واسطہ یا افغان نیشنل بنک کی معرفت پانچ۔ دس۔ بیس پچاس اور سو روپیہ کے نوٹ جاری کریں۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ مسٹر آلیور بالڈون وزیر اعظم برطانیہ کے بیٹے انڈین فلم کی تیاری کے سلسلہ میں عنقریب بنگال آ رہے ہیں۔

پٹیانگ ۲۶ نومبر۔ سر چارلس کنگسفورڈ کا سراغ لگانے کے لئے سرگرم کوشش کی جا رہی ہے۔

لنڈن ۔ ۲۶ نومبر۔ برطانیہ میں کوئلے کی کانوں میں ہڑتال کئے جانے کا شدید خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔

روما ۲۶ نومبر۔ روما کے ایک نیم سرکاری افسر کا بیان ہے۔ کہ فرانس اور برطانیہ کے جواب نے کم از کم موجودہ حالات میں مصالحت کے تمام دروازے بند کر دئے ہیں۔

جنیوا ۲۶ نومبر۔ توقع کی جاتی ہے کہ ۲۹ نومبر کو اٹھارہ نمائندوں کی کمیٹی کا جو اجلاس منعقد ہوگا۔ اس میں اٹلی کو

... راس سیوم کی فوجیں اس امر کے لئے بیقرار ہیں۔ کہ جب اٹلی کی فوجیں پیش قدمی شروع کریں تو وہ اچانک ان پر حملہ کر دیں۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ شمال میں اطالوی اور جنوب میں حبشی افواج خبریں بھیج رہی ہیں۔ کہ وہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اور ان کی کوئی مزاحمت نہیں ہو رہی۔

جنیوا ۲۶ نومبر۔ روس اور رومانیا نے لیگ اوف نیشنز کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ اٹلی کے خلاف تعزیری کارروائی میں توسیع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس بات پر آمادہ ہیں کہ اٹلی کو کوئلے۔ تیل پٹرول اور لوہے وغیرہ کی برآمد کی ممانعت کر دیں۔

پٹرول کی برآمد پر پابندی عاید کر دی جائیگی پٹرول پر پابندی اٹلی کے لئے سب سے زیادہ نقصان رساں ہے۔

ہونولولو ۲۶ نومبر۔ آتش فشاں پہاڑ مونا لوا سے پگھلا ہوا لاوا اچھل رہا ہے۔ شہر ہیلو کے بیس ہزار باشندگان سخت خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔

لاہور ۲۶ نومبر۔ آج پنجاب پراونشل ہریجن ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر امبیدکار کے ہندو مذہب کو ترک کرنے کے ارادہ کی تائید کی گئی۔

نئی دہلی ۲۶ نومبر۔ صوبہ سرحد کا دورہ کرنے کے بعد آج سر عبدالرحیم صدر اسمبلی دہلی واپس آ گئے۔

کلکتہ ۲۶ نومبر۔ آج صبح زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو نصف منٹ تک جاری رہے۔

ریو ڈی جنیرو ۔ ۲۶ نومبر۔ برازیل میں کمیونسٹوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ حکومت کی طرف سے مارشل لاء جاری کر دیا گیا ہے۔ اور بغاوت کے خلاف زبردست احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

پیکین ۲۶ نومبر۔ شمالی چین میں چوبیس اضلاع پر مشتمل آزاد گورنمنٹ قائم کر دی گئی ہے۔

ایتھنز ۲۶ نومبر۔ آج شاہ یونان کی اپنے ملک میں واپسی پر پانچ لاکھ اشخاص کی طرف سے پرجوش استقبال کیا گیا۔

جنیوا ۲۶ نومبر۔ حکومت ہند نے لیگ کو اطلاع دی ہے کہ تعزیری کمیٹی جو تاریخ مقرر کرے گی۔ حکومت ہند اس پر اٹلی کو تیل بھیجنے کی ممانعت کرنے کے لئے تیار ہے۔

لاہور ۲۶ نومبر۔ کہا جاتا ہے کہ آج شام دو مسلمانوں نے ایک سکھ پر حملہ کر دیا حملہ آور فرار ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد جائے وقوعہ بازار شیخو پوریاں میں زبردست پہرہ لگا دیا گیا۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ برازیل کے کمیونسٹ باغیوں پر قابو پا لیا گیا ہے۔

رنگون ۲۶ نومبر۔ رنگون کے بعض دیہات سیلاب کی وجہ سے زیر آب ہیں۔

لاہور ۲۶ نومبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں زمیندار پارٹی نے مسودہ قانون تحفظ مقروضین کی اہم دفعات پر حکومت اور ساہوکار پارٹی کو پے در پے شکستیں دیں۔ ڈگریوں کی وصولی کے لئے بارہ سال کی بجائے ۶ سال میعاد کی تجویز کونسل میں پاس ہو گئی۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ برطانوی پارلیمنٹ کے آخری نتائج کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ گورنمنٹ کو ۲۴۵ کی اکثریت حاصل رہے گی۔

لنڈن ۲۶ نومبر۔ لارڈ ڈمسٹن سابق فنانس ممبر حکومت ہند نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ اگر جدید آئین کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو وہ تحفظات جو اس وقت ہندوستان کو حاصل ہیں۔ ناکارہ ہو جائیں گے۔

پیرس ۲۶ نومبر۔ وزیر اعظم فرانس۔ فسطائی لیگوں کے سوال کے سلسلہ میں سخت مخالفت سے دو چار ہے۔ سوشلسٹ اس کوشش میں ہیں۔ کہ فرانس کی موجودہ گورنمنٹ کو الٹ دیا جائے۔

امرتسر ۲۶ نومبر۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۸ آنے ۶ پائی نخود تیار ۲ روپے ۳ آنے سونا دیسی ۵ ۳ روپے ۰ آنے چاندی دیسی ۶۴ روپے ۳ آنے

لاہور ۲۶ نومبر۔ لالہ ہرکشن لال گابا۔ لالہ جیون لال گابا۔ لالہ دنی چند بیرسٹر وغیرہ کو ہائیکورٹ کی طرف سے توہین عدالت الزام میں نئے نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

پشاور ۲۶ نومبر۔ آزاد علاقہ کے آفریدیوں نے چائے نوشی ترک کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مجلسی خرابیوں کے انسداد کی تدابیر بھی اختیار کی جا رہی ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی